بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اِنَّ الَّذِینَ یُبَا یِعُونَکَ اِنَّمَایُبَایِعُونَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوقَ اَیدِیۡهِمۡ
فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ (الفتح ۸۴:۱۰، پارہ ۲۶)

اے میرے حبیب ﷺ وہ لوگ جو آپ سے بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، اللہ کا دستِ قدرت اُن کے ہاتھوں پر ہے اور جو کوئی عہد شکنی کرے گا یقیناً وہ نقصان اٹھائے گا۔

اَسرارِ خلافت وارادت

المعروف

(حقیقتِ پیری مریدی)

(تصنیف لطیف)

غواصِ علوم معرفت واقفِ اسرارِ احدیت وصمدیت
پیر طریقت عالی مرتبت الشاہ عارف القادری سلیمانی صاحب قبلہ
المطوطن فقیر نند ہلی، مقیم حال سونا پور، مالا پور، دھارواڑ، کرناٹک، (الہندی)

پیشکش

پیر طریقت حضرت سید شاہد الطاف شاہ قادری
سجادۂ نشیں آستانۂ قادریہ نوریہ، خانقاۂ قادریہ نوریہ سقافیہ جامع مسجد جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی، ہبلی کرناٹک
موبائل: 09448467215
website : www.noor-e-sufiislam.com

Published By:
ALHUDA PUBLICATIONS
2982, Kucha Neel Kanth, Qaziwara, Daryaganj, N. Delhi-2
Mobile : 08010503999 / 08459026205
Email: alhudapublications@yahoo.com

جملہ حقوق بحق مصنّف محفوظ ہیں

نامِ کتاب	:	اَسرارِ خلافت وارادت (حقیقتِ پیری مریدی)
مصنّف	:	الفقیر الشاہ عارف القادری سلیمانی عفی عنہ
سکونت	:	المطوطن فقیر نند ہلی، مقیم حال سونا پور، مالا پور، دھارواڑ، کرناٹک، (الہندی)
رابطہ	:	09448467215 / 09740357786
پروف ریڈنگ	:	عبید الرحمٰن صدیقی
طباعت	:	2011
تعداد	:	1100
صفحات	:	328
قیمت	:	40/-
پریس	:	حرمین آفسیٹ پریس دہلی

پیشکش

پیر طریقت حضرت سید شاہد الطاف شاہ قادری
سجادۂ نشیں آستانۂ قادریہ نوریہ، خانقاۂ قادریہ نوریہ سقافیہ جامع مسجد جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی، ہبلی کرناٹک
موبائل: 09448467215
website : www.noor-e-sufiislam.com

☆☆☆

Published By:
ALHUDA PUBLICATIONS
2982, Kucha Neel Kanth, Qaziwara, Daryaganj, N. Delhi-2
Mobile : 08010503999 / 08459026205
Email: alhudapublications@yahoo.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿قصیدہ بردہ شریف﴾

مَوْلَا یَا صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا   عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَ الثَّقَلَیْنِ   وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

ھُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ   لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

یَااَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ   سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمِ

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَھَا   وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

نَبِیُّنَا الْآمِرُ النَّاھِیْ فَلَا اَحَدٌ   اَبَرَّ فِیْ قَوْلِ لَا مِنْہُ وَلَا نَعَمِ

مُحَمَّدٌ بَاسِطُ الْمَعْرُوْفِ جَامِعُہٗ   مُحَمَّدٌ صَاحِبُ الْاِحْسَانِ وَالْکَرَمِ

فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَفِیْ خُلُقٍ   وَلَمْ یُدَانُوْہُ فِیْ عِلْمٍ وَلَا کَرَمِ

یَارَبِّ بِالْمُصْطَفٰی بَلِّغْ مَقَاصِدَنَا   وَاغْفِرْلَنَا مَامَضٰی یَاوَاسِعَ الْکَرَمِ

امام شرفُ الدین بوصِیری علیہ الرَّحمۃ والرِّضوان

فہرست مضامین

شمار نمبر	عنوانات	صفحہ نمبر
1	سوال پیری مریدی کیا ہے	1
2	الجواب الصواب	2
3	صورت آدم کیا ہے؟	2
4	علم لدنّی کسے کہتے ہیں	3
5	حضرت آدم کا کلمہ کیا تھا	5
6	حضرت آدم علیہ السلام کی نماز کیا تھی؟	6
7	حضرت آدم علیہ السلام کا روزہ کیا تھا	7
8	آدم علیہ السلام کی زکوۃ کیا تھی	7
9	حضرت آدم علیہ السلام کا حج کیا تھا؟	8
10	صحابہ کرام کا نبی اکرم ﷺ سے خلفاء راشدین کا بیعت کرنا	9
11	پیر کا مقام ومرتبہ	11
12	اسلام کیا ہے ؟	12
13	اقرار باللسان کیا ہے	13
14	کامل پیر کسے کہتے ہیں	15

15	مریدوطالب میں فرق	18
16	طلب کیا ہے	19
17	آجکل کے پیروں کا جاہلانہ اعتراض	20
18	پیر،کامل کا کمال	23
19	پیر کا ظاہروباطن ایک ہونا چاہیئے ،	23
20	پیر کامل کی عطاء	24
21	نماز کا روحانی مفہوم	26
22	علومِ دُنیا کی ضرورت واہمیت	28
23	پیر وارث نبی اور دارین کی سعادتوں کا ضامن ہوتا ہے	40
24	انقلابِ حق کب آتا ہے	41
25	آخر ایسا کیوں ہورہا ہے	43
26	وہ کون لوگ ہیں	46
27	جہنم کیا ہے	47
28	نبی کریم ﷺ کے وفادار غلام یعنی پیر کامل کا نظریہ کیا ہوتا ہے	48
29	کامل پیر کو یقین کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے	48
30	علم پیر کامل	50
31	اقرار باللسان کیا ہے	50

32	تصدیق بالقلب کیا ہے	52
33	قلب کیا ہے	53
34	پیری مریدی کیا ہے	56
35	سچے غلام نبی کو مرید کہتے ہیں	57
36	پیر کامل یعنی غلام نبی کیا کرتا ہے	60
37	پیر کام کا فرض	61
38	اولاد والدین کی زندہ تصویر ہوتی ہے	63
39	اس مسئلے کا حل کیا ہے؟	63
40	مرید کیوں ہونا چاہیئے	67
41	بیعت کیا ہے	68
42	حقیقت کا انکشاف	70
43	مرید کو کیا کرنا چاہیئے؟	72
44	پیری مریدی کی حقیقت	72
45	ایک غلط فہمی کا ازالہ	73

☆☆☆

انتساب

ا بو الحسن شاہِ زمن آ فتا بِ رسالت
کی دلکش کرن، ذاتِ انسانی کے جان وتن
،علومِ مصطفیٰ کے مخزن، دافع رنج ومحن ،
یاعلی مرتضیٰ مشکل کشا ،کاشفِ ہم وبلاء،
شیرِخدا،حاجت روا،امام الا ولیاء تاج
الاتقیاء، رازدارِ سیدالانبیاء، واقف اسرا ر
کبریاء،عارف عینِ ذات مصطفیٰ، زوجِ
فاطمة الزهرىٰ كرم اللّٰہُ وجہہُ الكريم و رضی
اللّٰہ تعا لیٰ عنہٗ ---- کے نام----

''گرقبول افتدزہےعزوشرف''

کتاب اورصاحب کتاب

پیرطریقت،حامئ قوم وملت عزت مآب حضرت سیدشاہدالطاف ابن سیدعبدالغنی صاحب قبلہ قادری سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نوریہ جامع مسجد،جنگلی پیٹھ پرانی ہبلی،ضلع دھارواڑ کرناٹک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده سبحانه تعالىٰ ونصلّى علىٰ حبيبهِ المجتبىٰ ورسولهِ المصطفىٰ.وعلىٰ آله الاتقياء واصحابه الاصفياء،ومن والا هم وتبعهم باحسان الىٰ يوم ا لقيامة

امابعد

انسان جب مرید ہونے کاارادہ کرتا ہے توارادت کا فیصلہ کرنے کے لئے اسے کس چیز نے بیعت کی راہ سجھائی ؟ بظاہر اللہ کی طلب نے ! لیکن ٹھہریئے ۔۔۔غوث اعظم کے قول کے مطابق ''بہترین طالب اللہ ہے اور بہترین مطلوب انسان'' یہاں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ یہ اللہ کا فضل ہی ہے کہ اللہ خود انسان کا طالب بننا پسند فرمایا یعنی خود اس انسان کا طالب بنا تب جا کر اس شخص نے اللہ کا طالب بننے کا ارادہ کیا، وماتوفيقى الابالله.

ایک کامل پیر جو واقف اسرار ورموز احدیت ہوتا ہے،جسکی آنکھیں لوح محفوظ کا نوشتہ پڑھ لیتی ہے،جس کے کان لوح محفوظ پر چلنے والےقلم کی آوازسن لیتے ہیں،آداب پیری مریدی سے فی زمانہ نہ پیر واقف ہیں نہ بے چارے مرید صرف رسم ادا ہوتی جارہی ہے اور بس۔حضرت مصنف قبلہ مدظلہ العالی نے قرآن وسنت کی روشنی میں پیری مریدی کی حقیقت کا انکشاف کر کے جاہل پیروں کےنظریات وقیاس آرائیوں کا قلع قمع ہی نہیں کیا بلکہ موجودہ دور کے خودساختہ اسلامی نظریات کے حامل دانشوری کی لپیٹ میں آئے بے بس ولاچار مسلمانوں کے لئے رشدوہدایت،اورعلم وعرفان کی راہ ہموار کی ہے۔

چونکہ موجودہ دور میں ایک بہت بڑا طبقہ ایک رخی اسلام سے دوچار ہے اور کشمکش میں مبتلاء، اور حق وباطل کو سمجھنے سے قاصر ہے، کسے مانیں، کہاں جائیں والی صورت حال ہے، دشمن حق بھیس بدل کر نقب زنی کررہا ہے، بھولے عوام کا حال یہ ہے کہ شکار بن رہے اور خوش ہورہے ہیں کہ ہمیں صراط مستقیم مل گئی، شرک اور بدعت سے بچ گئے لیکن حق پرستوں کی نظر میں یہ دل دہلانے والا سانحہ ہے اِنّا للّٰہ و انا الیہ راجعون ،علماءسوء آخر مرض کا علاج کریں بھی تو کس طرح ؟ کیونکہ وہ خود ایک رخہ علم رکھتے ہیں۔حدیث پاک میں ارشاد گرامی ہے حضورﷺ نے فرمایا ”ڈرو جاہل عالموں سے،صحابہ عظام نے پوچھا یارسول اللہ عالم جاہل کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا :جسکا ظاہر عالم اور باطن جاہل ہو، وہ جاہل عالم ہے۔

حقیقت میں راہ باطن کے مسافر یعنی سالک کو اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کی ابتداء جس چیز سے ہوتی ہے وہ بیعت ہے مگر افسوس کہ لاکھوں کروڑوں لوگ مرید ہوتے ہیں مگر انہیں یہ پتہ نہیں کہ وہ بیعت کس لئے کررہے ہیں؟ کتاب پڑھنے کے بعد کئی حقائق کا انکشاف قاری پر ہوتا ہے جو اسے مقصد پیری مریدی اور مقصد حیات سے واقف کراتی ہے۔اور خود بخود قاری پر پڑے ہوئے دبیز پردوں سے پردہ اٹھنا شروع ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ بطفیل مصطفیﷺ حضرت صاحب قبلہ کو اسکا بہترین اجرعطا فرمائے اور عمر نوح سے نواز کر مخلوق خدا کی رہبری کی خدمت لے۔اس کتاب کو ذریعہ اصلاح وہدایت بنائے۔آمین یارب العالمین۔

الفقیر سید شاہد الطاف ابن سید عبدالغنی (عرف ملاں صاحب) غفرلہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نوریہ

جامع مسجد، جنگلی پیٹھ پرانی ہبلی، ضلع دھارواڑ کرناٹک

کلمۃٌ عنِ الکتاب

از: مولانا عبدالرزاق قادری، (فاضل جامعہ نظامیہ) المتوطن کندور، ضلع ہاویری کرناٹک، مقیم حال، خانقاہ عالیہ قادریہ نوریہ جامع مسجد پرانی ہبلی، ہبلی۔

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین و علی آلہ الطیبین الطاھرین و اصحابہ الاکرمین الافضلین ومن تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین اجمعین

اربابِ علم ادراک اور صاحبان بصیرت بخوبی اس سے واقف ہیں کہ علم تصوف یا علم سینہ دین واسلام کی اساس ہے جس کے بغیر اسلام کے صرف ظاہری رخ پر عمل سے منزل مقصود تک رسائی ممکن نہیں چونکہ ہر چیز کا ایک ظاہری رخ ہوتا ہے اور ایک باطنی رخ اکثر لوگ اس گمان میں ہیں کہ صرف اسلام کے ظاہری رخ یعنی شریعت پر عمل کرنا اور اس کے تعلیمات کی روشنی میں اللہ کی بارگاہ تک رسائی کی جستجو کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، یہ سوچ اسلامی اصول کے بالکل خلاف ہے، اللہ اس سے محفوظ رکھے۔

الحمد للہ اس کتاب میں ایسی سوچ وفکر رکھنے والوں کی اصلاح اور علمِ تصوف پر پڑے ہوئے دبیز پردوں کو اٹھانے کا کام کیا گیا ہے، میرے پیر محترم نے بڑی عرق ریزی، جاں سوزی سے اِن مضامینِ علم و عرفاں کو سپرد قرطاس ہے۔اس میں علم تصوف کے حوالے سے کئی معمے اور گتھیوں کو بآسانی سلجھا کر حقیقت کی جانب راہ ہموار کی ہے۔ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید اللہ نے آپ کو اسی روحانی عرفانی اور صوفیائی خوشبو پھیلانے کیلئے کھڑا کردیا ہو اس لئے اب تک آپ کے قلمِ عرفاں سے سات کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور بندگان خدا کی تعمیر واصلاح میں غیر معمولی انقلاب برپا کررہی ہیں۔

کئی مصنفین نے بیعت وارادت کو سنت یا مستحب کا درجہ دیا ہے اسکو اپنے دلائل سے مدلل بھی کیا ہے مگر مصنف قبلہ نے اپنے نرالے انداز سے دلائل وبراہین کیساتھ بیعت ورادت کو واجب وفرض کا درجہ

عطا کیا ہے چونکہ مسلمان ہونے کیلئے صرف اقرار باللسان شرط نہیں ہے تصدیق بالقلب بھی شرط ہے اقرر باللسان بہت آسان عمل ہے جو ہرکوئی کرسکتا ہے اور کرواسکتا ہے۔تصدیق بالقلب کا عمل ہرکوئی نہیں کرسکتا اسے کرانے والا کامل پیر چاہیئے جو یہ عمل کرواکر بندۂ خدا کو مؤمن کامل و بندۂ مخلص بنادے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے'' قائلون لا الٰہ الااللہ کثرون والمخلصون قلیلون '' کلمۂ طیب پڑھنے والے بے شمار ہیں لیکن ان میں اخلاص والے بہت کم ہیں...... وہ تصدیق بالقلب ہی ہے جو سید المرسلین حضور پاک ﷺ نے اپنے رازدار خلیفے اور چچازاد بھائی مولیٰ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو کرایا۔آپ نے فرمایا: غمض عینیک یاعلی واسمع فی قلبک لاالٰہ الّااللہ مُحمَّدٌرسول اللہ ''اے علی تم اپنی دونوں آنکھیں بندکرلواور اپنے قلب میں لاالٰہ الّااللہ مُحمَّدٌرسول اللہ کی آواز سنو......

یہ کتاب آپکے قلم گوہرفشاں سے نکلی ہوئی پہلی تصنیف ہے جسکو آپ نے ۵ ستمبر ۲۰۰۷ء میں پایۂ تکمیل تک پہونچایا تھا،، ماہ اکٹوبر میں جب یہ منظر عام پرآئی تو چندہی دنوں میں ہاتھوں ہاتھ لے لی گئی اسکا پورا اسٹاک ختم ہوگیا اس لئے دوبارہ ہم مزید تصحیح اور مختصر سے اضافہ کیساتھ شائع کررہے ہیں اللہ تعالیٰ پھراسکو حسب سابق مقبولیت انام،اوروسیلۂ رشدوہدایت بنائے۔آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین......

ازا: لفقیر عبدالرزاق قادری، مقیم حال، خانقاہ عالیہ قادریہ نوریہ
جامع مسجد پرانی ہبلی، ہبلی کرناٹک۔

بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحیم

اَلْحمدُ للہِ الَّذِی نَوّر قُلوبَ العارِفین بنُورِمعرفتِہ واَحْرقَ اَکبادَ الْعاشِقین بنارِاشْتیاقِہ واَمْلأ صدورَ المُحبین بحُبِّ ذاتہ واَجْلأ ضَمایرَ الْواصِلین بنظرِ جمالِہ وَالصَّلوٰۃُ والسَّلامُ عَلیٰ حبیبِہ وَرَسولہ قَال فِی شانِہ ومایَنْطِقُ عَنِ الْھَویٰ اِنْ ھُو اِلاّ وَحْیٌ یُّوحیٰ وآلِہ الطّیِّبین قال فی حَقِّھِم اِنّما یُرِیْدُ اللہُ لِیُذْھِبَ عنکمُ الرِّجْسَ اھْلَ الْبَیْتِ ویُطَھِّرَ کُمْ تطھیراً واَصحابہ الذین قَالَ فی وصفھم وَکلاًّوَّ عدَاللہُ الْحُسْنیٰ وعَلَینا معَھمْ اَجْمَعین اِلیٰ یَوْمِ الدِّین اَمّا بعد

سوال: پیری مریدی کیا ہے؟ اور کیوں ہے؟ آیا یہ فرض ہے، یا واجب، سنتِ موکدہ ہے، یا نفل؟''
ازازلی سعید شاگرد رشید مولانا مقبول احمدابن عبدالکریم صاحب اشرفی القادری،المتوطن شگاؤں ضلع ہاویری کرناٹک، مقیم حال،امام وخطیب جامع مسجد ہوناور،کوکن (U.K)

الجواب الصواب:

نحمدہ ونصلّی علیٰ حبیبِہ ورسولہِ الکریم. ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنّی جاعِلٌ فی الْاَرضِ خلیفةً قالوا اتجعلُ فیھامن یفسدُ فیھا ویَسْفکُ الدّماءَ ونحنُ نسبحُ بحمدکَ ونقدِّ سُ لک قالَ انّی اعلمُ مالاتعلمونَ پ ۱ ع ۳) ترجمہ:۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں زمین پر اپنا خلیفہ ونائب بنانا چاہتا ہوں اس اعلان حق کو سنکر فرشتوں نے کہا! اے اللہ جل شانہ کیا تو اس انسان کو پیدا کریگا جو زمین پرفساد برپا کرے! کیا ہم تیری عبادت واطاعت کیلئے کافی نہیں ہیں؟ فرشتوں کی التجاء سن کر اللہ ربّ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا! اے فرشتو جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے! الغرض ﴿لَقد خلقْنَا الْانسانَ فِیْ اَحسَنِ تَقْویم ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا) کا معمہ حضرتِ آدم علیہ السلام کی صورت میں تخلیق کیا گیا۔

تو رازِ کن فکاں ہے اپنی آنکھوں پر عیاں ہوجا
خودی کا راز داں ہو جا،خدا کا ترجماں ہوجا
ہوس نے کردیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو !
اخوّت کا بیاں ہوجا ،محبت کی زباں ہوجا !
تیرے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

صورتِ آدم کیا ہے؟

﴿ اِنّ اللہ خَلقَ آدمَ عَلیٰ صُورتِہ﴾ بیشک! اللہ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا: وہ صورتِ منورہ کیا ہے؟ وہ صورتِ منورہ اللہ کی ذات وصفات کی تنویر یا مظہر ہے۔ اوروہ یہی صورت یا مظہرِ ذات وصفات ہے جو اس بارِ امانت کو اٹھانے کی متحمل ہوئی کہ جس کو فرشتے ،زمین، آسمان،اور پہاڑوں نے اٹھانے سے عجز کا اظہار کیا! جیسا کہ ارشاد باری ہے ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْامانۃَ علی السَّمٰوٰتِ وَالارْضِ والجبالِ فَا بَیْن اَنْ یَّحمِلْنَہا واَ شْفَقْنَ مِنْہَا فحَمَلَہا الانسانُ اِنَّہ کانَ ظلوماً جہولاً ،پ ۲۲، ع ۵)

دہر کے غم خانے میں تیرا پتہ ملتا نہیں
جرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو رو پوش ہے؟
جرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو روپوش ہے؟
بےخطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لبِ بام ابھی

علامہ اقبالؔ

اےمحترم بھائی! جانتے ہو! اللہ ربّ العزت نے حضرت آدم علیہ السلام کے اعزاز میں ،عالمِ فرشتگان میں مع تمام ارواح ایک محفلِ نور اس وقت سجائی جبکہ روئے زمین پر،عناصر پر مشتمل کوئی مخلوق ہی نہیں تھی ۔آ ؤ! کہ میں تمہیں اس بزمِ نور کے اسرار سے آگاہ کروں! عالمِ بالا ہے،بزمِ الٰہی سجی ہوئی ہے، حضرت آدم علیہ السلام کوعرفانی دولھا بنا کرفرشتوں کے درمیان فی مقعدِ صدقٍ کے تخت پر جلوہ افروز کیا گیا ہے۔﴿المو منُ مرأۃ المئو من﴾''مومن! مومن کا آئینہ ہے،،کی آئینہ سازی وعکس سازی کی حقیقتوں کو اسرار کی اصطلاح میں راز بھی کیا جارہا ہے۔حضرتِ ربُّ العزت نے﴿ و عَلّمَ آ دمَ الاسماءَ کلھا﴾ اور اللہ نے آدم علیہ السلام کوتمام چیزوں کے نام سکھایا......یعنی علوم سکھایا، کےخرقۂ خلافت وعزت کوحضرت آدم علیہ السلام کے زیب تن کیا۔ سبحان اللہ! حضرت آدم کا مرتبہ کہ اللہ رحمٰن ورحیم نے اپنے دستِ قدرت سے بارِامانت کا عمامہ بھی اپنے خلیفۂ اوّل کے سر پر سجا کر ''اَلانسانُ سِرّیْ وانا سِرُّہٗ'' انسان میرا راز ہےاور میں اسکا راز ہوں،کی سند عطا کر کےحضرتِ آدم علیہ السلام کےقلب کو "وَعَلّمْناہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْماً،،ہم نے انکو اپنی طرف سے علمِ لدنی عطا کیا، کا گنجِ مخفی بنا دیا۔

علمِ لدنی کسے کہتے ہیں ؟

'' ھُدَی لِلْمُتّقِینَ الَّذینَ یُومِنُون بالْغَیبِ،، قرآن پاک ان اہل تقویٰ کیلئے ہدایت ہے وہ جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر غیب کو غیب یا اس کے جاننے کو علمِ غیب کہتے ہیں تو یہ وہی علم ہے جسے علم لدنی کہتے ہیں۔ الغرض حضرت آدم علیہ السلام سے" یدُ اللہ فو قَ اَیدِیھِمْ،، انکے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے، کے مقام پر ارشاد فرمایا﴿ وَاَوفُوا بِعَھدِی اُوفِ بِعَھدِکُم وَایا ی فَارْھَبُونَ ﴾ اورتم میرا عہد پورا کرو، میں تمہارا عہد پورا کرونگا،اورتم مجھی سے ڈرتے رہو! کے عہد کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام کو اعزازِ خلافت سے نواز کر فرشتوں کوسجدہ کا حکم دیا"اُسْجدُوا لآدَمَ فَسَجَدُو ا اِلا اِبلِیسَ،، کہ اے فرشتو آدم کوسجدہ کرو! لھذا تمام فرشتوں نے ارشادِ خداوندی کی تعمیل کی: مگر ابلیس لعین جو فرشتوں کا استاد تھا حکمِ

الٰہی سے انحراف کیا۔ اور طوق لعنت کا حقدار قرار پایا۔ طوق لعنت کیا ہے؟ طوق لعنت! خلافت الٰہیہ کی ضد ہے جو ابلیس کا مقدر بن گیا۔ خلافتِ الٰہیہ کیا ہے؟ بارِامانت ِ الٰہی ہے جو حق ہے اور باطل یعنی طوق لعنت کی ضد ہے۔

اۓ بھائی! تجھے جاننا چاہئے کہ یہی وہ اعزازِ خلافتِ الٰہیہ ہے جس کے باعث حضرت انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ عطا کیا گیا! اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کر کے آپکی خلافت کا اقرار کیا۔ یاد رہے ! یہ سجدہ ٔ ربوبیت نہیں بلکہ سجدہ ٔ تعظیم ہے، یہاں ایک نکتہ قابل غور ہے صاحبِ خلافت الٰہیہ حق ہے اور صاحبِ حق کو جس قدر ظاہری و باطنی اختیار دیئے گئے ہیں، اسی قدر ابلیس ملعون (جو متحمل طوق لعنت ہے) کو بھی ظاہری و باطنی مگر مختصر اختیارات سے آزاد چھوڑ دیا گیا۔

ارشادِ باری ہے، " یٰبَنِی آدمَ اَن لَّا تَعبدُوا الشَّیطانَ انَّہُ لکمْ عدُوٌّمُبِینٌ،، اے آدم کی اولاد! شیطان کی پیروی نہ کرو۔ کیوں کہ شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے، الغرض اۓ بھائی! یہ حق و باطل کی جنگ، آسمان سے شروع ہو کر زمین تک آپہونچی ہے: یعنی ابلیس لعین تجھے آسمان سے لیکر زمین تک گھیرا ہوا ہے۔ لھذا تجھے ثابت کرنا ہوگا کہ تو اشرف المخلوقات ہے "وَلَقَدْ کَرَّمْنَابَنِی آدمَ" اور بیشک ہم نے اولادِ آدم کو معظم و مکرم کیا، شیطان تجھے ذلیل وخوار کر کے مرتبے سے گرادیگا!

اۓ اللہ کے نیک بندے! تجھے جاننا چاہئے کہ خلافت رسیدہ ہونا یا صاحبِ خلافت پیر ہونا فرضِ باطن ہے، اور مرید ہونا فرشتوں کی سنت اور اللہ کا حکم ہے! کہ جس سے انسان کو عالمِ ازل اور وعدہ ٔ الست یاد آتا ہے، اسی باطنی فرض کا احساس دلانا چاہا تو اللہ ربُّ العزت نے ارشاد فرمایا: "یَا اَیُّھَا الَّذِین اٰمَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَابْتَغُوا اِلَیہِ الْوَسِیلَۃَ وَجَاھِدو ُا فِیْ سَبِیلِہِ لَعَلکُمْ تُفلِحُونَ،، اۓ ایمان والو اللہ سے ڈرو، اور اسکی جانب وسیلہ تلاش کرو، ممکن ہے کہ تم فلاح پاجاؤ۔"

سبحان اللہ! اس آیت پاک میں وسیلے سے مراد پیر کامل ہے، اور اسی پر تمام علماءِ کرام کا اتفاق ہے، خواہ اہل ظاہر اپنی مرضی و منشاء کے حصول کے لئے کچھ بھی معنیٰ گھڑلیں حق حق ہی رہیگا اور حق کا معنیٰ ہر

گز تبدیل نہیں ہوسکتا۔ اے سائل حق پرست تجھے جاننا چاہئے کہ جب سب کچھ مع اللہ باطن ہی باطن تھا، تو پیری مریدی باطن میں فرض اولیں تھی۔

جب اللہ جل شانہ "ھو الظاھر" کی شان ظاہر فرمانا چاہا تو پیری مریدی کو بھی آیتِ وسیلہ کے اعلان سے فرضِ ظاہر یا واجبِ ظاہر قرار دیدیا۔ تو معلوم ہوا کہ پیری مریدی واجب بمعنٰی فرض ہے۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال: قال رسول اللہ ﷺ: بُنِی الاسلام عَلیٰ خمس : شھادۃِ ان لَّا الٰہ الَّا اللہ وان محمدا رسول اللہ و اقامِ الصلوٰۃ و ایتاءِ الزکوٰۃ والحج وْصوم رمضان .متفق علیہ. حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد الرسول ﷺ اللہ کے نبی ورسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، خانہ کعبہ کا حج کرنا، اور ماہِ رمضان شریف کے روزے رکھنا، یہ جو پانچ فرائض ہیں جسکو دین کے اہم ستون کہتے ہیں، یعنی کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج جنکو ہم مسلمان اپنی حیاتِ ظاہری میں ادا کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ دراصل یہ فرائض وہ ہیں جنکو حضرت آدم کے باطن میں راز کردیا گیا تھا، اور آپ جب عالمِ گیتی میں ظاہر ہوۓ تو رازِ فرائض کو بھی ظاہر کردیا گیا۔ جاننا چاہئے کہ یہی مقصدِ حیاتِ حضرت آدم علیہ السلام ہے!

حضرت آدم کا کلمہ کیا تھا؟

حضرت آدم علیہ السلام کا کلمہ بھی کلمہ ٔ طیّبہ " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللّٰہِ،، تھا۔ جسکو آپ نے آنکھ کھلتے ہی ساقِ عرش پر لکھا دیکھا اور جب تک آسمانوں پر رہے۔ اسکو حرزِ جان بنالیا، اور جب زمین پر تشریف لاۓ تو " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ،، کو ظاہر فرمایا، "مُحَمَّدُ رَسُولُ اللّٰہِ،، کے نور کو اپنی خلافت میں پوشیدہ رکھ کر ﴿انا آدم خلیفۃ اللہ﴾ کے راز کا افشاء کیا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی نماز کیا تھی؟

حضرت آدم علیہ السلام کی نماز جب تک آپ عالم بالا میں رہے تب تک اسم اللہ ذات کے تصور و فکر کا مشغلہ تھا، اور جب اس زمین پر تشریف لائے تو قیام، رکوع، سجود، اور قعدہ، میں نماز راز ہوگئی۔ یعنی قیام، سے الف (ا) رکوع سے حا (ح) سجدہ سے میم (م) اور قعدہ سے دال (د) یعنی نماز صورت اسم احمد ﷺ کا نقشہ بن گئی۔ اور اسی راز کو نبی کریم ﷺ نہایت راز دارانہ انداز میں ارشاد فرمایا: ''کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے''۔ اسم اللہ ذات کے تصور سے ایک راز باطن تھی، اے بھائی نماز کیا ہے؟ عشق محمدی ﷺ کا راز ہے، جس طرح کلمۂ طیبہ ''لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ،، میں ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ،، کلمۂ توحید ہے اور حصول توحید کیلئے ہی تمام عبادات فرض کئے گئے ہیں۔ اب اس توحید تک پہنچنے کے لئے وسیلہ چاہئے اور توحید میں وسیلہ ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ،، ہیں، معلوم ہوا کہ کلمہ طیب کے اسرار کا خلاصہ ہی نماز ہے۔ خلاصۂ اسرار نماز کیا ہے ؟ ﴿اَلصَّلٰوةُ قُرَّةُ عَيْنِى﴾ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، آنکھیں کیا ہیں؟ یہ نور اور جمال کا راز ہے۔ اور ٹھنڈک کیا ہے؟ اس سے نورِ نبی اور جمال نبی مراد ہے، جس طرح لاالٰہ الااللہ میں نور توحید ہے، اور محمد رسولُ اللہ میں نورِ جمال ہے ﴿اَلصَّلٰوةُ مِعرَاجُ الْمُومِنِيْن﴾ نماز مومنین کی معراج ہے، کا لطف عمیم ہے۔ معراج کیا ہے؟ دیدار خداوندی ہے۔ اگر یہ نہیں تو نماز رسم بنکر رہ جاتی ہے۔ اسی لئے طریقہء عبادت کے نسبت سے آقا علیہ السلام کا فرمان رحمت نشان ہے ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ ''، یعنی تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کر گویا تو اسکا دیدار کر رہا ہے اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو اتنا تو سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے یہی نماز معراج ہے اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو نماز بے لطف و بے سرور ورزش جسمانی بن جاتی ہے۔

تیرا امام بے حضور ، تیری نماز بےسرور
ایسےامام سے گذر، ایسی نماز سے گذر

میں جو سر بسجدہ ہوا کبھی، تو زمین سے آنے لگی صدا
تیرادل تو ہے صنم آشنا، تجھے کیا ملے گا نماز میں

آدم علیہ السلام کا روزہ کیا تھا؟

جب تک حضرت آدم علیہ السلام عالم باطن میں رہے، تب تک تو روزہ خودی کی نفی اور خدا کے اثبات کا نام تھا۔ اور دیدار خداوندی سے آپ افطار فرمایا کرتے تھے جب اس زمین پر تشریف لائے تو اسمُ اللہ ذات کے تصور میں اس قدر غرق رہتے کہ نہ خود کی خبر رہتی، نہ خلق کی ! اگر زرا سا افاقہ ہوتا دیدارِ خداوندی سے افطار کر کے تقویٰ حاصل کیا کرتے تھے۔

ذاتِ حق میں عشق کو اسرار ہونا چاہیئے
عشق کیا ہے صاحبِ دیدار ہو نا چاہیئے
عارفؔ القادری

حضرت آدم علیہ السلام کی زکوٰۃ کیا تھی؟

حضرت آدم جب تک حق کے ہمراہ آسمانوں پر رہے اپنی خودی یا عناصر کے احساس سے یکسر عاری رہ کر اپنی ذات یعنی ذات انسانی کی حفاظت میں گنتی کی سانسوں پر توجہ رکھا کرتے تھے۔ اور جب اس دار فانی میں تشریف لائے تو اِسمُ اللہ ذات کے سوا کوئی ایسی کمائی نہیں رکھتے تھے کہ جس سے حساب و کتاب کا مرحلہ پیش آئے۔

سالک تو پرندوں سے توکل کا ہنر سیکھ
یہ کل کیلئے رزق کا ساماں نہیں کرتے

پرواز یہ کرتے ہیں توکل کے سہارے
مرغوب غذاؤں کا یہ ارماں نہیں کرتے

عارفؔ القادری

حضرت آدم علیہ السلام کا حج کیا تھا؟

حضرت آدم علیہ السلام جب تک حق کے روبرو آسمان پر رہے، تب تک آپ کا حج دیدار خداوندی تھا۔ اور جب اس زمیں پر تشریف فرما ہوئے، تو آپ نے اسم اللہ ذات کے نقشے پر کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی، اور حق کا دیدار حق کے گھر میں کرنے لگے، اے بھائی! مذکورہ پانچ فرائض عالمِ باطن سے عالمِ ظاہر پر نازل ہوئے ہیں، اور انہیں پر دین کی اساس رکھی گئی ہے۔ لھذا جب تک یہ پانچوں فرائض ظاہراً و باطناً ادا نہیں ہو تے تب تک ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً﴾ آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کیا اور میں تم سے بطور دینِ اسلام راضی ہوا) کے مقام پر مسلمان نہیں آسکتا۔

انہیں فرائض کے آداب و اسرار بتانے کے لئے انبیاء و مرسلین اس زمین پر تشریف لائے "وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ" ہم نے ہر نبی و رسول کو اسلئے بھیجا کہ بحکمِ الٰہی انکی اطاعت کی جائے، نہ کہ ان سے انحراف، "قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ وَّکِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" حتیٰ کہ نبئ کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ تشریف فرما ہوئے اور اپنے صحابہ کرام کے درمیان ایسی ہی ظاہری محفل نور سجائی، جیسی کہ اللہ رب العزت نے خلقت کے وجود سے پہلے آسمانوں پر آدم علیہ السلام کے اعزاز میں سجائی تھی۔

ارسل اللہ تعالیٰ عند نا نوراً مبینا
مصطفیٰ ماجاء فینا رحمۃ للعا لمینا

نیز نبیء کریم ﷺ نے خلفاء راشدین کو ایسی ہی خلافتیں اور نعمتیں عطا فرئی کہ جیسی حضرت حق شانہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو عطا کی۔ جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت میں صدق، عدل، غنیٰ، اور کرم پوشیدہ تھے، لیکن نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے انکے مظاہر کو ظاہر فرمادیا یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دولت صداقت وخلافت سے نوازہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعمتِ عدل وخلافت سے سرفراز فرمایا، حضرت عثمان غنی رَضیَ اللہ تعالیٰ عنہُ کو دولتِ غناء وخلافت کا شرف عطاء فرمایا، اور حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت ونعمتِ علم وکرم سے آراستہ وپیراستہ کیا۔

صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ اور خلفاء راشدین سے بیعت کرنا:

جب تک نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اس کائنات میں تشریف فرما رہے تب تک تمام صحابہ کرام ہر حال میں، ہر قال میں، ظاہر و باطن میں، آپ ﷺ کی مکمل اتباع کرتے رہے۔ اور جب اس دنیاء فانی سے آپ ﷺ تشریف لے گئے تو آپ ﷺ کے دین کی کمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنبھالی، اور تمام وہ صحابہ کرام جو نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سعادتِ صحابیت حاصل کر چکے تھے، دوبارہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ظاہری و باطنی اطاعت کی بیعت کی، نیز ایک مختصر عرصہ کے بعد جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس جہانِ فانی سے تشریف لے گئے تو آپ کے عہدۂ خلافت پر حضرت عمر فاروق رَضیَ اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ افروز ہوئے، تو وہ تمام صحابہ کرام جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ظاہری و باطنی اطاعت کی بیعت کر چکے تھے، سہ بارہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا شرف حاصل کئے۔ ایک مخصوص مدت کے بعد جب حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیاء فانی سے کوچ کر گئے، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسندِ خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور وہ تمام صحابہ کرام جو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کر چکے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ حق پرست پر چوتھی مرتبہ بیعتِ اطاعتِ ظاہری

وباطنی کا عہد کیا۔

اور جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس دنیاءِ فانی سے تشریف لے گئے تو وہ تمام صحابہ کرام جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے، پانچویں مرتبہ حضرت علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعتِ اطاعت ظاہری وباطنی کا عہد کیا۔

اے بھائی ! واللہ یہ کیسا دور آ چکا ہے کہ لوگ اپنی دکانیں چلانے کے لئے مریدوں پر پابندی لگا دیتے ہیں کہ ایک پیر کے بعد دوسرے کسی پیر کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے یہ سراسر غلط اور گمراہی ہے۔فقہ کے رو سے بیعت کی خواہ کتنی ہی قسمیں کیوں نہ ہوں، ہر بیعت دستِ حق پرست پر کی جاتی ہے تا کہ بیعت کرنے والا کسی بھی بیعت کی راہ سے ہو کر حق تک پہونچ سکے۔

جاننا چاہیئے ہر قسم کی بیعت ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَطِیعُوا اللہَ وَاَطِیعُو الرَّسُولَ و اُولِی الاَمرِ مِنکُمْ ﴾ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان حضرات کی جو تم میں صاحبِ امر ہیں) کا تقاضہ پورا کروا کر طالبِ حق کو حق تک پہنچا دیتی ہے۔اور ' من یطعِ الرَّسول فقد اطاع اللہ" اور یہ آیت پاک شاہد ہے کہ اطاعت رسول پاک ہی اطاعت خدائے پاک ہے۔" یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو ا اتَّقُوا اللہَ وَقُولُوا قَولًا سَدِیدًا یُصلِح لَکُم اَعمَالَکُم وَیَغفِرلَکُم ذُنُوبَکُم وَمَن یُّطِعِ اللہَ وَرَسُولَہٗ فَقَد فَازَ فَوزًا عَظِیمًا" اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور حق بات ہی کرو، تا کہ تمہارے اعمال کی اصلاح ہو جائے، اور تمہارے گناہ کی مغفرت ہو جائے، اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت وفرماں برداری کریگا تو وہ عظیم ترین کامیابی حاصل کریگا ۔

اے بھائی ! اس بحث میں دو نکات کھل کر سامنے آتے ہیں کہ (ا) اللہ کی اطاعت کے لحاظ سے بیعت واجب، اور نبی کریم ﷺ کے قول، فعل، وعمل کے مطابق یہ سنتِ موء کدہ ہے۔کیونکہ آپ ﷺ اپنی حیاتِ طیبہ میں خلفاءِ راشدین کی خلافتوں کے تعلق سے صحابہء کرام کے درمیان کئی خطبات دے چکے ہیں، کہ میرے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانۂ خلافت ہوگا! پھر انکے بعد حضرت عمر فاروق اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہء خلافت ہوگا! پھر انکے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ ہوگا! پھر انکے بعد حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور ہوگا۔

اور دوسرا نکتہ قابلِ غور یہ ہے کہ بیعتیں چاہے جتنی بھی کر لو! دست حق اور پیر کامل چاہیئے تا کہ حق تک رسائی حاصل ہو۔اور اگر حق تک رسائی ہی حاصل نہیں ہوئی تو بیعت کی اہمیت ہی کیا رہ جاتی ہے ! یا ایک پیر سے بندھا رہا! یا زائد پیر کیا! منزلِ مقصود و مقام نہ پایا تو کیا کِیا؟ رسم نبھایا اور حق سے گمراہ رہا! ہاں اگر پیر کامل میسر ہے اسکا در چھوڑ کر دوسرے کے در پر جانا یا وابستہ ہو جانا یہ انتہائی بدنصیبی کی بات ہے۔ایسے ہی کامل پیر دستگیر سے منقطع ہو جانے والے گمراہ مرید کے تعلق سے حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بلند پرواز ارشاد فرماتے ہیں" کہ یہ ارتداد فی الطریقت ہے" حدیثِ پاک ہے ﴿ مَن لَاشَیخَ لَہٗ لَادِینَ لَہٗ ﴾ جسکا پیر نہیں اسکا کوئی دین نہیں)

یہ ذکرِ نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تیری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

پیر کا مقام و مرتبہ:

حضور پاک ﷺ نے فرمایا " من لاشیخ له لادین له "، جسکا کوئی پیر نہیں اسکے پاس دین بھی نہیں......ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اَطِیعُوا اللہَ وَاَطِیعُو الرَّسُولَ و اُولِی الاَمرِ مِنکُمْ ﴾ اے ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور ان حضرات کی جو تم میں صاحبِ امر ہیں) اور صاحب امر کون ہیں؟ صاحبِ امر وہ ہیں جنکا کوئی امر رد کا نہ جائے۔

خرد نے کہہ بھی دیا ہو تو تجھ کو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

اے بھائی اس آیت کریمہ پر غور کر کہ ﴿ اِنِّی جَاعِلٌ فِی الْاَرضِ خَلِیفَۃً ﴾ سے آدم علیہ السلام کی خلافت یعنی حضرتِ آدم علیہ السلام کا پیر ہونا ثابت ہوتا ہے۔اور فرشتوں کا اطاعت میں سجدہ کرنا

اصول مریدی ثابت کرتا ہے ۔گو یادرجہء پیر پہ آنا فرض ہے اورمرید ہونا فرشتوں کی سنت ہے ۔"اَطِیْعُو الرَّسُولَ،، سے خلافتِ راشدہ کا وجود ثابت ہوتا ہے، نبی کریم ﷺ کے دستِ حق پرست پر بیعت کر کے خلافت حاصل کرنا خلافت راشدہ ہے ،صرف بیعت کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیھم کی سنت ہے۔اور بیعت لینا نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ کی سنت موء کدہ ہے۔"اُولِی الْاَمر مِنکُم،، وہ جوتم میں صاحب امر ہیں۔صاحب امر حضرات انکو کہتے ہیں جو نبیء کریم ﷺ کی ظاہری وباطنی پیروی قدم بقدم کرتے ہیں ،یادرہے : نبی ﷺ کے دوقدم ہیں ایک ظاہری ایک باطنی !گو یایہاں ثابت ہوگیا کہ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ کے غلا مو ں کو "و اُولِی الْاَمرِ مِنکُم،، کا زمرہ حاصل ہے اوراس زمرے میں نبیء کریم ﷺ کے،خلفاء راشدین ،صحابہ کرام ،تابعین ،تبعِ تابعین اوراولیاء اللہ ہیں۔اے عزیزم !جو شخص کسی کامل پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے، گو یا وہ سنت ،سنت موٴکدہ ،اورفرض ،تمام کے تمام ادا کر کے طالبِ حق ہو کر ماسویٰ اللہ سے کنارہ کشی اختیار کرتا ہے۔

اسلام کیا ہے؟

یہ قانونِ خداوندی ہے! جو عالم ازل سے فرشتوں میں مقبول ہو کر ہم انسانوں کی دنیا میں نازل ہوا ہے۔یعنی علم الٰہی ہے جو باطن سے ظاہر پر قید لگا تا ہے۔اسلام کیا ہے؟ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی ﷺ کا وجودِ ظاہری ہے۔جاننا چاہئے کہ جس نے بھی اسلام کے نام پر اسلام سے کھلواڑ کرنے کی کوشش کی یا نفاق ڈالنے کی جرأت کی وہ منافق ہے مسلمان ہرگز نہیں۔اسلام کیا ہے؟ تہذیب واخلاق محمدی ﷺ ہے ،جس نے بھی اس کی خلاف ورزی کی وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔اسلام کیا ہے؟ اقرار باللسان اورتصدیق باالقلب ہے یعنی " لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ،، ہے

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خدا داد
اے مردِ خدا تجھ کو وہ قوت نہیں حاصل
جا بیٹھ کسی غار میں اللہ کو کر یاد
مسکینی و محکومی و نو میدیٔ جاوید!
جسکا یہ تصوف ہو وہ اسلام کر ایجاد
ملاّ کو جو ہے ہند میں سجدے کی اجازت
ناداں یہ سمجھتا ہے اسلام ہے آزاد

علامہ اقبال

اقرار باللسان کیا ہے؟

زبانی اقرار اور بیعتِ اقرارِ کلمہء طیب ہے ۔ایمان کیا ہے؟ تصدیق باالقلب کا ایک راز ہے جو مومن کے قلب میں نمودار ہوتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے "اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلاِسْلَامِ فَھُوَ عَلٰی نُورٍ مِن رَبِّہٖ (پ۲۳، ع۱۶) اللہ جسے چاہتا ہے اسکا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے تو وہ اپنے رب کے طرف سے نور پر ہوتا ہے۔ پس یہی نورنورِ ایمان ہے۔

ارشادِ ربانی ہے "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِینَ اٰمَنُوا یُخرِجُھُم مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّورِ،، پ۳ ع۲،، اللہ مومنوں کا دوست ہے جو انہیں تاریکیوں سے نکال کر نور کی طرف ہدایت فرماتا ہے۔

اے طالب اللہ! اسلام تو ماں باپ کے کرم سے نصیب ہو چکا ہے اب رہا ایمان! اس مقام تک تُو کیسے پہنچے گا؟ تصدیق بالقلب کا علم وعمل تجھے کون سکھائے گا؟ تو اگر اس نور تک رسائی حاصل نہ کیا تو صر

ف اقرار باللسان کے درجہ میں رہکر نفسانی ظلمت کی قید سے کیسے رہا ہو سکے گا؟ اور مقامِ نور تک کیسے پہنچ پائیگا ؟اے بھائی! اسلام تک تو تُو ماں باپ استاد یا علماء کے علم کے صدقے میں پہنچ گیا اب آگے ایمان کی حقیقت کو کب پہنچے گا؟ اسلام تو مل گیا اس لئے کہ وہ علم وعقل سے تعلق رکھتا ہے، اور ایمان کا تعلق خالص عشق سے ہے۔ راہِ علم وعقل سے تو اسلام میسر آ گیا، مگر راہِ علم وعقل سے تصدیق بالقلب کا حصول کس طرح ممکن ہے کہ تو جس سے گذر کر مرتبہء ایمان کی حقیقت کو پالے؟ جبکہ تصدیق بالقلب کی راہ کا رہگیر صرف عشق ہے !علم تو جاننے کا نام ہے جس کو تو جان کر مقامِ قال میں آ گیا! مگر عشق تو خالص ایک ایسی لذت یا حال ہے جس کو قال میں بیان نہیں کیا جا سکتا! اسلام کی بنیاد قیل وقالِ حق پر ہے اور ایمان کی بنیاد عشق اور حال پر ہے۔ اقرار باللسان ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ،، کا معنیٰ سمجھ میں آتا ہے۔ تصدیق بالقلب سے ''مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰہِ،، کی حقیقت روشن ہو جاتی ہے۔ اقرار باللسان سے کلمہء توحید استدلالی حاصل ہوتی ہے۔ اور تصدیق بالقلب کے بعد نورِ ایمان سے انسان پر ''اَفَمَن شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَہٗ لِلاِسْلَام پ۲۳، ع۱۶،، اللہ جسکا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے...... کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور تصدیق بالقلب سے ''فَھُوَ عَلٰی نُورٍ مِن رَبِّہٖ،، پس وہ اپنے رب کی جانب سے نور پر ہوتا ہے...... کا مقام میسر آتا ہے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اقرار باللسان علم وعقل کی راہ ہے۔ اور تصدیق بالقلب خالص عشق کا کام ہے۔ پیارے! پیر جسے کہتے ہیں: وہ اہلِ عشق ہوتا ہے کہ جسے تصدیق بالقلب کا مرتبہ حاصل رہتا ہے۔ وہ پیر ہی ہے جو اپنے مرید کو مقام عطا کرواتا ہے۔

اے بھائی جاننا چاہئے! اقرار باللسان کا تعلق عقلِ نفس سے ہے اور تصدیق بالقلب کا تعلق عقلِ قلب سے ہے۔ اور صاحبِ قلب کو پیر کہتے ہیں، علمِ اقرار باللسان سے اسلام اور علم تصدیق بالقلب سے ایمان کا نور میسر آتا ہے، متقی پرہیز گار کو اگر اقرار باللسان میں کمال حاصل ہے تو وہ راہِ ثواب سے ہو کر جنت کا حقدار بن جاتا ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے ''مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَدَخَلَ الْجَنَّۃَ ،، ترجمہ: جس نے کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ صدق دل سے پڑھ لیا وہ جنتی ہے۔۔

اے طالب اللہ !اس حدیث پاک پر غور کر کہ اس میں صرف ''مَنْ قَالَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ،، کا ذکر ہے محمد رسول اللہ کا ذکر نہیں ہے کیوں؟ معلوم ہوا کہ ''لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ،، کے ذکر کا مقام مکان جنت ہے اور محمد رسول اللہ کے عاشق کی منزل لامکان میں جنتوں کے مالک میں فنا کے بعد بقاء ذات سے حاصل ہوتی ہے۔ حضرت یحیٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اَلْجَنَّۃُ سِجنُ الْعارِفِین کَمَا اَنَّ الدُّنیا سِجنُ الْمُئومِن ،، یعنی جنت عارفین کاملین کے لئے قید خانہ ہے جیسی دنیاء فانی مومن کے لئے۔ اے بھائی بحث کا مدعا یہ ہے کہ جو جنت کا طلب گار ہے اسے پیر کی نہیں کلمہ ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ،، کی ضرورت ہے اور جس کو جنتوں کے مالک کی طلب ہو اسے چاہئے کہ وہ کامل پیر کی تلاش ضرور کرے۔ حدیث پاک میں ہے ''مَنْ لَہُ الْمَوْلیٰ فَلَہُ الْکُل ،، جس کا مولیٰ ہو گیا تو اس کا سب کچھ ہو گیا۔

کامل پیر کسے کہتے ہیں؟

کامل پیر میں اطیعوا اللہ کے زمرے سے اللہ کے چار مقرب فرشتوں کے اوصاف موجود ہوں یا ان اوصاف سے متصف ہونا پیر پر شرط اول ہے۔ یعنی جبرئیل علیہ السلام جیسی امانت، حضرت میکائیل علیہ السلام جیسی رحمت، حضرت اسرافیل جیسا عشق، اور حضرت عزرائیل جیسی ہمت اور حوصلہ۔ نیز اے بھائی ! کامل پیر میں ''اطیعوا الرّسول'' کے زمرے سے نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلفاء راشدین کے اوصاف بخوبی موجود ہوں یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت اس قدر ہو کہ پیر زمین پر چلتا پھرتا مردہ نظر آئے! کامل پیر وہ ہوتا ہے جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سا عدل رکھتا ہو اور اپنے نفس پر عادل ہو! ! کامل پیر وہ ہوتا ہے جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مانند مقامِ غنا پر آ کر غنی ہو کر ہر چیز سے بے نیاز ہو چکا ہو! کامل پیر کی چوتھی نشانی یہ ہے کہ حضرت مولیٰ علی مرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی مانند ستار بن کر اللہ کے بندوں کی ستر پوشی اور عیب پوشی کر کے علم کا شہر بن چکا ہو۔

اے بھائی! کامل پیر نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہم جلیس یا ہم مجلس ہوتا ہے۔ کامل پیر میں حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سا تقویٰ اور ترکِ دنیا کا جذبہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ نبی کریم رؤف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا "اَلدُّنیا جِیفَةٌ وَطَالِبُهَا کِلَابٌ،، دنیا مردار ہے اور اسکا چاہنے والا کتا ہے) کامل پیر وہ ہوتا ہے! جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا شوق عبادت وشہادت کا جذبہ زندہ اور موجود ہو۔ کامل پیر وہ ہوتا ہے جس میں حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہریٰ رضی اللہ عنہا جیسی شفقتِ جمال کا کمال بدرجہ اتم موجود ہو۔

اے طالب اللہ! کامل پیر اسے کہتے ہیں جس میں "اولی الامر منکم،، کے زمرے سے چاروں پیر یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کا تقویٰ ہو! حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حق پرستی ہو! حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا علم وعشق ہو۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ جیسا تصوف اور خلوت نشینی کا جذبہ ہو،! کامل پیر وہ ہے جو حدیثِ احسان " اَنْ تَعبُدَ اللہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ،، تو اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا تو خدا کا مشاہدہ کر رہا ہے اور اگر یہ کیفیت نہ ہو تو یوں اسکی بارگاہ میں سر تسلیم خم کر کہ وہ ذات باری تجھے ملاحظہ کر رہی ہے) کے مطابق خود مست رہے اور اوروں کو مستانہ کر دے!

اے بھائی ! پیر کامل وہ ہے جسے حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا ظاہری و باطنی علم، عمل، محاسبہ اور تقویٰ حاصل ہو۔ امام شافعی علیہ الرحمہ جیسی نظر بینی وعلم ہو، جس سے ظاہر و باطن میں اتحاد حاصل ہو، یا جس میں ظاہراً و باطناً صبر وحق گوئی کا جذبہ ہو، نیز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جیسا تقویٰ و طہارتِ ظاہری و باطنی ہو، یعنی پیر کامل وہ ہے جو اصولی اختلاف کے باوجود حق پر قائم رہکر تمام سلسلہ جات کا احترام کرے، اور جس میں حضرت امام حنبل رضی اللہ عنہ جیسا صبرِ ایوبی، حق گوئی اور بے باکی کا جذبہ ہو۔

پیر کامل وہ ہے جو کلمۂ طیب " لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ،، کے تقاضوں کو مع اقرار باللسان وتصدیق بالقلب پورا کر سکے۔ اور افضل العبادات یعنی نماز کو ظاہری و باطنی اتحاد کے ساتھ

"الصلوٰۃ معراج المؤمنین،، نماز مومنوں کی معراج ہے...... کے مقام تک پہنچا سکے، نیز روزوں سے ظاہری و باطنی اتحاد کے ساتھ تقویٰ وطہارت حاصل کر کے نفس پر قاہر ہو سکے۔ پیر کامل وہ ہے جو اپنی ذات یعنی جان کی تحفظ کے لئے اپنے عنصرِ آگ کو ٹھنڈا کر کے، ہوا سے لطیف ہو کر پانی سے پاک ہو جائے، اور مٹی کو مٹی کے حوالے کر کے جیتے جی زکوٰۃ ادا کر سکے۔ اگر حج ادا کرنے کی استطاعت رکھتا ہو، تو اس طرح حج کرتا ہے کہ زمین پر اللہ کے مکان کا حج دیدار ظاہراً کرتا ہے، اور باطناً صاحبِ مکان کا دیدار عرش پر کرتا ہے۔ اور قربانی کے ساتھ نفس کو قربان کر کے ﴿موتو اقبل ان تموتوا﴾ کا مردہ بن کر احرام کو کفن میں تبدیل کر لیتا ہے۔

اے بھائی ! پیر میں حضرت آدم علیہ السلام جیسا عجز کا خزانہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ خزانہ اللہ کو انتہائی محبوب ہے۔ جیسا کہ آپ معذرت کرتے ہوئے بارگاہ الٰہی میں التجاء کرتے ہیں " رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴾ اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا، اور اگر تو ہمیں نہ بخشے گا، اور رحم نہ کریگا، تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جائینگے)

حدیث پاک ہے " الشیخ یحی القلب ویمیت النفس،، شیخ یعنی پیر! دل کو زندہ اور نفس کو مردہ کرتا ہے) جاننا چاہئے کہ نفس قلب کی ضد ہے جس کو عرف عام میں ہم قلب کہتے ہیں وہ گوشت کا لٹکا ہوا ٹکڑا دراصل نفس کا میدانِ تحریک ہے۔ قلب وہ ہے جس پر قالب کا انحصار ہے یعنی وہ تیری جان ہے! جان کیا ہے؟ یہ تجھے تیرا پیر بتا چکا ہے بس اپنی جان کی حفاظت میں سانسوں پر نظر رکھ ورنہ ہو سکتا ہے تو اگر " ربنا ظلمنا انفسنا،، کہے تو یہ تیری فریاد ٹھکرا دی جائے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے "الطالب عند المرشد کالمیت بین یدی الغاسل، طالب اللہ مرشد کے اختیار میں اس طرح ہوتا ہے جیسے مردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

مریدوطالب میں فرق:

یادرہے متذکرّہ بالا حدیث پاک میں طالب بمعنی طالب اللہ کہا گیا ہے مرید نہیں، اور مرید کہتے ہیں صاحب ارادہ کو، طالب کہتے ہیں مطلوب کی طلب رکھنے والے کو، مرید صاحبِ ارادت راہ علم میں ہوتا ہے اور جب طلب بیدار و پختہ ہوتی ہے تو مطلوب کی طرف راہ عشق میں جاتا ہے۔ آج کل بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرید کا درجہ بڑا ہوتا ہے اور طالب اللہ کا کم تر، یہ انتہائی گھٹیا قسم کا فیصلہ اور کاروبار چلانے کا بازاری ہتھکنڈہ ہے! مریدین یا طالبین کو ایسی باتوں میں نہیں الجھنا چاہئے کیونکہ مرید صاحب ارادہ ہوتا ہے ارادہ نسخ پزیر ہوسکتا ہے، اور علم وعمل اُسے منسوخ کرسکتے ہیں۔ جس طرح کسی نے حج کا ارادہ کیا اور منسوخ کر دیا۔ اللہ جل شانہ صاحب ارادہ ہے اور اسکا اک صفاتی نام مرید بھی ہے، بوقت نزولِ قرآن اللہ نے پہلے ارادہ کیا اور کئی آیات نازل فرمایا، پھر ارادہ فرمایا اور ان آیات کو آیاتِ ناسخہ کے ذریعہ منسوخ کردیا۔ معلوم ہوا کے ارادہ نسخ پزیر ہوسکتا ہے۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے اللہ رب العزت نے فرمایا ! کہ بہترین طالب میں ہوں، اور بہترین مطلوب تم ہو، سبحان اللہ! میں اللہ خود مرید ہے، اور ارادہ کے منسوخ ہونے کا خود گواہ بھی ہے۔ اللہ خود طالب ہے اور بندہ مطلوب ! یہ وہ مقام ہے جسکا انساخ ممکن نہیں، کیونکہ یہ سرِّ عطاء ونوازشات ہے، اللہ طالب اور بندہ مطلوب! اللہ اکبر ! اس رازِ عمیق کو اگر کامل مرشد سمجھادے تو ممکن ہے، ورنہ عقلِ نفسانی کا اس راز کو سمجھنا انتہائی دشوار ہے۔ اک کلامِ الٰہی ! اک الہامِ الٰہی ! اک نسخ پزیر! اک غیر نسخ پزیر! اس الٹ پھیر کے راز کو وہی جانتا ہے جس کو پیر کامل کی صحبت ورفاقت میسر ہے۔ لھذا ائے بھائی ! اب تو خود جان لے مرید کا ارادہ کیا ہے اور طالب کی طلب کیا ہے؟

ائے طالب اللہ! جب طلبِ الٰہی میں راہ عشق اختیار کرتا ہے تو اپنے مطلوب کی طرف جان کی بازی لگا کر مرتبۂ شہادت سے "مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا،، کے مقام پرآجاتا ہے۔ "**کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق**" کُن، ارادہ ہے **فَیَکون** ' ارادہ کا انجام **کُنتُ** ' میں نے چاہا، ارادہ ہے **کنزاً** خزانہ ہے **فا حببت** سے **حب** ہے، حب سے عشق ہے، عشق سے طلب ہے، **مخفیا** مطلوب ہے۔

سبحان اللہ! کیا خوب راز کا افشاء فرمایا ہے میرے روحانی پیر مجاہد ملت سرکار سیدنا شاہ محمد ولی اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ مالا پور دھارواڑی نے اپنی مشہور زمانہ کتاب جواہر العرفان میں رقمطراز ہیں کہ وہ خود عشق، خود عاشق، خود معشوق ہے، ائے بھائی! مرید بمعنی صاحب ارادہ ہے ارادہ کیا ہے؟ علمی وعقلی اک فیصلے کا نام ہے، جو انسان کے ظاہری و باطنی کیفیت پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اور اس کا انجام منفی یا مثبت کچھ بھی ہوسکتا ہے۔ یا اس کا دارومدار مرید کی ہمت پر ہے کہ وہ چاہے گامزن رہے یا رک جائے چاہے عمل کرے یا ترک کرے۔

طلب کیا ہے؟

طلب عشق کے فیصلے کا نام ہے، جو اپنے مطلوب کے دیدار ووصال کے بغیر نہ جی سکتا ہے نہ مرسکتا ہے، مجنوں لیلیٰ کا طالب تھا، طلب نے مجنوں کو علم وارادہ سے نکال کر عشق کے صحراء میں خدا کی مانند اس قدر یکتا وتنہا کردیا کہ جہاں طلب کو ترک کرنیکا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ کیونکہ ارادہ زیروزبر ہوسکتا ہے لیکن طلب جب عشق بن جاتی ہے تو طالب ہر چیز سے بے نیاز ہوجاتا ہے۔ ائے اللہ کے نیک بندے! حاصلِ بحث یہی ہے کہ ارادہ، ہو کہ طلب، یہ دونو ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوسکتے جس طرح لفظ سے معنیٰ جدا نہیں ہوسکتا یا جس طرح معنیٰ سے لفظ جدا نہیں ہوسکتا۔ پس جاننا چاہئے کہ ارادہ وطلب لفظ ومعنیٰ کی طرح ہیں یہ دونوں الگ نہیں ہوسکتے۔ آج کل کاروبار چلانے کے لئے نئے نئے شوشے چھوڑے جاتے ہیں ان کی طرف ہرگز دھیان نہیں دینا چاہئے۔

ائے بھائی بیعت کیا ہے؟ بیعت دل کے مضبوط ارادے سے کسی کی طرف رجوع ہونے کا نام ہے۔ بیعت نعمت صغریٰ ہے، اور خلافت نعمتِ کبریٰ ہے۔ نعمت خداوندی صغریٰ ہو، یا کبریٰ، کہیں سے بھی ملے

کتنی مرتبہ بھی ملے، ایک سے یا ایک سو کاملانِ خدا سے ملے احترام کے ساتھ قبول کر لینا چاہیئے۔ ورنہ نعمت خداوندی کی ناقدری کا الزام آئیگا۔ اور یہ ناجائز ہے، کیونکہ یہ کفرانِ نعمت ہے یعنی اللہ کی عطاء کردہ نعمت کا انکار کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُم وَاِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِی لَشَدِیْدٌ،، اگر تم میری نعمتوں کا شکر بجالاؤ گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا اور اگر انکا انکار کرو گے تو میرا عذاب بڑا ہی سخت ہے۔

اسلاف کی تاریخ پر جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو اخلاص و احترام کی ایسی کئی حکایتیں ملتی ہیں کہ بزرگوں نے سینکڑوں کاملانِ حق سے نعمتیں حاصل کی ہیں اور وہ بھی پورے دل کے ارادے کے ساتھ رجوع کر کے۔ مثلاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرزندِ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سمیت ایک سو تیرہ ۱۱۳ پیروں سے بیعت، یعنی نعمتِ نیاز حاصل کیا، ﴿یاد رہے کہ !اصطلاح تصوف میں حصولِ نعمتِ خداوندی کو بیعت یا نعمتِ نیاز سے تعبیر کرتے ہیں، اور شرف دیدار و ملاقات کو ساعتِ صحبت کہتے ہیں﴾ خواہ! وہ نعمتِ صغریٰ ہو یا نعمتِ کبریٰ۔ نیز حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ کو تین سو ساٹھ ۳۶۰ خلافتیں حاصل تھیں، سبحان اللہ! یہ تمام نعمتیں ۔۔۔نعمتِ کبریٰ نہیں تو اور کیا ہیں؟ یہاں ایک قابل غور نکتہ یہ ہے کہ مرید یا طالب ہونا بھی بیعت ہے، یا خلیفہ ہونا بھی بیعت ہی ہے، یہ الگ بات ہے ایک بیعتِ صغریٰ ہے دوسری بیعت کبریٰ ہے۔ از روئے انصاف بتائے ! کہ یہاں آج کل کے پیر کس منہ سے دعویٰ کرتے ہیں کہ کسی ایک پیر سے مرید یا طالب ہونے کے بعد، وہ دوسرے اور پیر کی طرف رجوع کر ہی نہیں سکتا !

آجکل کے پیروں کا جاہلانہ اعتراض:

آج کل کے کچھ پیر اپنے پہلے پیر کی اہمیت میں روح پھونکنے کے لئے پتہ نہیں کہاں کہاں سے بے سرو پیر کی داستانوں کو بزرگوں سے منسوب کر کے دلائل لاتے ہیں، اور طمطراق سے

کہہ دیتے ہیں کہ ایک پیر سے بیعت کے بعد دوسرے پیر سے بیعت کرنا یا رجوع کرنا نفاق ہے۔ یہ سراسر غلط اور کاروباری نظریہ ہے۔ اے بھائی کیا تم جانتے ہو! ایسے پیر اپنے نظریہ کی تقویت کے لئے کیا ثبوت و دلیل لاتے ہیں، دراصل وہ واقعہ یہ ہے کہ حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک شخص صبح سویرے نان بائی کی دکان پر جا کر ایک روٹی یا ایک روپیہ کا سوال کیا؟ دکاندار دینے سے انکار کر دیا، تو سائل نے ایک کے دو، دو کے بعد تین، تین کے بعد چار، متواتر سو روٹیاں یا سو روپئے کا سوال کر بیٹھا، اور دکاندار بھی مسلسل انکار کرتا ہی رہا، حتیٰ کے وہاں لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا، تو سائل نے دہلی کی سرزمین کو الٹ دینے کا دعویٰ کر دیا، اور جب یہ دعویٰ عوام میں مشہور ہو کر حضرت سلطان الاولیاء محبوب الٰہی رضی اللہ عنہ تک پہنچا تو آپ بنفس نفیس خود وہاں تشریف لئے گئے، تا کہ اس سائل کے دعویٰ کی حقیقت و قوت کا مشاہدہ کر سکے۔ اور جب آپ نے سائل پر نظرِ باطن ڈالی تو سائل خالی تھا، پھر سائل کے پیر پر نظر ڈالی، وہ بھی خالی تھا، پھر اسکے پیر پر نظر ڈالی وہ بھی خالی تھا، متواتر کئی خالی پیروں کے بعد ایک عارف و کامل پیر اسکے سلسلے میں تھا، اور وہ حضور غوث الصمدانی قطب ربانی مقبول ہر دو جہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانے کی جالی کو جھنجوڑ کر فریاد کر رہا تھا کہ ''یا غوث اعظم میرے بچے نے دہلی کے تختۂ زمین کو الٹ دینے کا دعویٰ کیا ہے'' آپ اس دعوے کی لاج رکھتے ہوئے دہلی کی زمین کو الٹ دیجیئے گا۔ پس جلالِ غوث اعظم رونما ہونا ہی تھا کہ دہلی کی زمین آہستہ آہستہ ڈاواں ڈول ہونے لگی، مگر بروقت حضرت محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قدموں سے دبا کر زمین کے توازن کو برقرار رکھتے ہوئے نان بائی سے کہا اے نان بائی سائل کا سوال پورا کر دے ورنہ دہلی کی زمین الٹ جائیگی اور زلزلہ آجائیگا۔ بس یہی وہ واقعہ ہے جو آج کل کئی پیروں کے لئے ایک عجیب و غریب سند ہے جسکی رو سے وہ خالی رہیں تو کیا ہوا اسکا پیر تو بھرا ہوا ہوگا یا اسکے سلسلے کا کوئی تو پیر ہوگا جو خالی پیر کے خالی مرید کو جنت میں جگہ دلوادے گا۔

اے طالب اللہ! تصوف کی اصطلاح میں خالی اس کو کہتے ہیں جو لَا کے نیچے خود کی نفی کر کے اپنے عناصر کی قید سے آزاد ہو کر اپنی ذات کو ذات میں فنا کر کے خود سے خالی اور فانی چکا ہو۔ یاد رہے ایسے

فانی کا درجہ مجذوب سے بڑا ہوتا ہے اور وہ دنیوی معمولات میں ہرگز مداخلت نہیں کرتا بلکہ خدا کی دنیا کو خدا پر چھوڑ دیتا ہے، اور یہ کام اس کا ہے جس کو دین و دنیا کی حکمرانی عطا کی گئی ہو لھذا یہ کام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا تھا تو آپ نے اپنے سلسلے کے مرید کے دعوے کو پورا کرنا چاہا تو مقامِ محبوبیت پر فائز حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ سرزد ہونے سے روک لیا ورنہ ایسا معاملہ کرنا یا ایسے معاملے کو روکنا کسی سالک کا کام نہیں تھا۔ اےَ بھائی! بعض پیر تو یہاں تک کہتے ہیں کہ پیر اپنے مرید کی قبر میں درپیش آنے والے سوالات کے جوابات بھی دے دیتے ہیں؟

یہاں پیر اور مرید کے مقامات کے اسرار کو صاحبِ راز سے دریافت کرنا چاہئے کہ وہ کس طرح ایسا کرسکتے ہیں؟ بعض تو پیر کی اہمیت وفرضیت کو ثابت کرنے کے لئے حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی نزع کے وقت درپیش آیا ہو وہ مناظرہ پیش کردیتے ہیں کہ ابلیس نے وجود خدا کے تعلق سے تین سوساٹھ سوالات کئے، اور آپ نے متواتر مدلل جوابات دینے کے باوجود بھی ابلیس مطمئین نہ ہوسکا، تو آپ نے اپنے پیر ومرشد کو غائبانہ ندادی ''مدد کن یا پیر'' تو آپ کے پیر محترم نے کئی میل دور سے جواباً ارشاد فرمایا اےَ فخر الدین کہہ دے اس ملعون ابلیس سے کہ میں خدا کو بلا دلیل مانتا ہوں!

ازراہ خدا! اس واقعہ پر غور کرو کہ اس میں بھی درس، عبرت، اور نصیحت پوشیدہ ہے۔ اختصار کے ساتھ بتادوں تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مرید ہو تو امام فخر الدین رازی جیسا اور پیر ہو تو آپ کے پیر جیسا کہ مرید کہیں سے بھی پکارے یا ندا دے اور پیر کہیں بھی بیٹھا ہو فوراً سن لے، اور جواب دے۔ جس کو مرید سن لے، یہ بڑے لوگوں کی بڑی باتیں ہیں کم ازکم آج کل کے پیر میں دنیائے مردار سے نفرت اور حلال لقمہ کا احترام صدق وصداقت، عدل وانصاف، غناءِ بے نیاز، اور شان ستاری یعنی عیب پوشی کی خاصیت ضرور ہونی چاہیئے۔ ورنہ خالص دنیادار، برائے نام پیر کے ہاتھ پر بیعت کرکے یہ سمجھ لینا کہ ہم جنت کے حقدار ہوگئے یہ خود فریبی اور انتہائی غلط فہمی ہے۔

پیرِ کامل کا کمال:

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَمَامِن دَابَۃٍفِی الارْضِ الَّاعَلَی اللہِ رِزقُھَا،، کوئی ذی جاں زمین پر ایسا نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ نہ دیتا ہو۔ اےَ بھائی اس آیت کریمہ میں ایک رزق ظاہر ہے جو حلال کے نور سے معمور زمین پر اللہ کے دوستوں کو عطا ہوتا ہے، ایک رزق باطن ہے جو دل کی زمین پر رزقِ دیدار کی شکل میں عطا کیا جاتا ہے۔ اور یہ دونوں طرح کا رزق جسے میسر آئے اسے پیر کامل کہتے ہیں ارشاد نبوی ﷺ ہے ''اِنَّ اللہَ لایَنظُرُ اِلیٰ صُورِکُمْ وَلااِلیٰ اِعمَالِکُمْ وَ لکنْ یَنظرُ اِلیٰ قُلو بِکُم وَ نِیَاتِکُمْ،، بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا، لیکن تمہارے قلوب اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

پیر کا ظاہر و باطن ایک ہونا چاہیئے:

اےَ بھائی! کامل پیر میں یہ صفت بخوبی ہوتی ہے کہ وہ مرید کی صورت واعمال سے صرفِ نظر کرکے قلب ونیت کو دیکھ کر مقام عطاء کرتا ہے۔ کامل پیر وہ بات ہرگز نہیں کرتا جس پر وہ خود عمل نہیں کرتا ارشاد باری ہے ''وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھَویٰ،، اور وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتے۔ یعنی وہ خدا ہی سے خدا کی کہتا ہے۔ کہ جس طرح نبیءِ کریم ﷺ نے فرمایا ''رَأَیتُ رَبِی بِرَبِی،، میں نے اپنے رب کو رب سے دیکھا...... وہ اس کو اسی سے دیکھتا ہے، اس کا ہر قول منہُ اِلیہِ ہوتا ہے، یعنی اُسی کی اُسی کی جانب سے ہوتا ہے۔ کیونکہ کامل پیر صاحبِ قلب سلیم ہوتا ہے۔ ''یوم لاینفع مال لابنون الامَنْ اتیٰ اللہُبِقَلْبٍ سَلِیم،، جس دن مال کام آئیگا اور نہ اولاد مگر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ قلبِ سلیم عطاء کرے)

اےَ طالب اللہ! کامل پیر ''اِذَا تَمَّ الفَقرَ فَھوَ اللہُ،، جب فقر تمام ہوجاتا ہے وہیں اللہ ہے...... کے مقام پر ہوتا ہے ایسے کامل پیر فقیر کی زبان ''لِسَانُ الفُقَرَاءِ سَیفُ الرَّحمٰنِ،، فقراء کی زبان اللہ کی تلوار ہوتی ہے! ارشاد گرامی ہے ﴿جَفَّ القَلَمُ بِمَاھُوَ کَائِنٌ﴾ کے قلم کی سیاہی سے کامل

فقیر کی زبان تر رہتی ہے۔

حدیث پاک ”**لاتکلموا کلام الحکمۃعند الجاھل**،، جاہل کے سامنے حکمت والا کلام مت بیان کرو۔اے بھائی! کامل پیر اگر کسی کو مقام دلانا چاہتا ہے تو اسے ،تفکر،تصور،اور توجہ سے مراقبہ میں لے جاتا ہے۔اور سالک اس مقام پر کلمۂ طیب ” لَا اِلٰــــہَ اِلَّا اللّٰہُ“ کے تحت اپنی اور ہر چیز کی نفی کر کے صرف خدا کا اثبات کرتا ہے۔ارشاد نبی کریم ﷺ ہے "غَمِّضْ عَینیک یا علی واسمع فی قلبک ” لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللّٰہِ،، ترجمہ اے علی اپنی آنکھیں بند کرلو اور اپنے قلب میں ” لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدُ رَسُولُ اللّٰہِ،، کی آواز سنو...... ارشاد ربانی ہے ”کن فیکون“ جب اللہ تعالیٰ کسی بھی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ چیز ہو جاتی ہے ......اے اللہ کے بندے ”کُن“ کے ساتھ اپنی ظاہری آنکھیں اور حواس کو بند کر کے غرق ہو جا، تا کہ زبانِ قلب بول اٹھے کہ ”فَیکونَ“ بس ہو جا۔کامل پیر اگر چاہے تو اپنے مرید کو کُن کی حقیقت سے آشنا کر کے آوازِ الست سنا کر مست و بے خود کر دیتا ہے، اور مرید کی روح بلیٰ بلیٰ کی صدائیں لگانے لگتی ہے۔

پیر کامل کی عطاء :

﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بہتری اور آخرت میں بہتری عطاء فرما اور جہنم کی آگ سے ہماری حفاظت فرما......اے طالب خدا! ہر مسلمان پانچوں وقتوں کی نمازوں میں اس دعائیہ کلمات کے ساتھ اللہ سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے۔کیا کبھی تم نے ان دعائیہ مقدس کلمات پر غور کیا ؟ کیا کبھی معنیٰ کو سمجھنے کی کوشش کی ؟ یا ان کلمات کو رسم دعا سمجھ کر گزرتا چلا گیا؟ تعجب ہے ! اللہ رحمٰن رحیم ہم مسلمانوں پہ کس قدر کرم فرما رہا ہے! خود ہمیں دعا مانگنے کا سلیقہ سکھا رہا ہے! کہ اے بندو ! دعا اس طرح مانگو کہ تمہیں دنیا کی بہتری کے ساتھ آخرت کی بہتری عطا کی جائے ! تا کہ سعادت دارین حاصل کر کے عذاب جہنم سے

محفوظ ہو جاؤ۔

اے برخوردار! مذکورہ آیت کریمہ ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً﴾ یعنی اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما) کے بعد" وفی الاٰخرۃ حسنۃ "کا ذکر آیا ہے۔کیا معنیٰ ؟ ذرا غور کر ! اللہ تبارک وتعالیٰ خود درس دے رہا ہے، کہ پہلے مجھ سے دنیا کی بھلائی مانگو تا کہ تمہاری دنیا آخرت کے منشاء اور مراد کے مطابق بہتر ہو جائے اور آخرت کا تعلق دین سے ہے۔معلوم ہوا کہ مسلمان کی اگر دنیا بگڑ گئی تو دین بگڑ جائیگا! اگر مسلمان کی دنیا ہی تباہ ہوگئی تو مسلمان کا دین بھی محفوظ نہ رہ سکے گا! اگر مسلمان کی دنیا غربت وافلاس کی نذر ہوگئی تو مسلمان کا دین بھی غریب ونادار ہو جائیگا! اگر مسلمان کی دنیا جہل زدہ ہوگئی تو مسلمان کے دین کا علم کیسے محفوظ رہ سکے گا؟ اگر وہ بھی گیا تو یہ علم جہلاء کے کس کام کا؟ اگر مسلمان کی دنیا روٹی کا پیچھا کرتے کرتے سڑکوں پر بھٹک گئی تو دین کی اس آخری تمنا کا کیا ہوگا؟ جس کو ہم رسمی دعاؤں میں طلب کرتے چلے آرہے ہیں! سبحان اللہ ! اللہ رب العزت عین فطرتِ انسانی کے مطابق ہمیں درس دیتا ہے، کہ ہم اللہ سے پہلے دنیا کی سعادت مانگیں پھر دین کی یا آخرت کی بہتری کا سوال کریں! یعنی ہم دنیا میں مکمل طور پر سعید ہو جائیں پھر آخرت خود بخود سعید ہو جائیگی! اگر آخرت بھی سعید ہو جائے گی تو ہم بیشک عذاب جہنم سے محفوظ ہو جائینگے!

علم وحکمت زاید از نانِ حلال !
عشق ورقّت آید از نان حلال ! (مولانا رومؒ)

ترجمہ: علم وحکمت، علوم ومعارف، اسرار ورموز، حلال کی غذا اور لقمہ سے حاصل ہوتے ہیں۔سوز وگداز، عشق ومحبت، قلبی رقت، بھی اسی لقمہء پاک وحلال سے رونما ہوتے ہیں۔

نماز کا روحانی مفہوم:

اۓ بھائی! یہ کامل پیر روشن ضمیر فقیر کا مرتبہ ہے۔ نہ کہ ہرایرے غیرے پیر کا قیاس! کہ آج کل ایسے بدعتی پیروں کی بہتات ہے جو نمازوں کو فوت کر کے محفلیں سجا کر مرغ ومسلم کی رکابیاں صاف کرتے رہتے ہیں، اور بڑی بےشرمی سے کہہ دیتے ہیں کہ ہم دل کی نماز پڑھتے ہے' "لاحول ولاقوۃ الّا باللہ العلی العظیم" شریعت مطہرہ کی کسرِ نفی ہرگز کامل پیر نہیں کرسکتا! بلکہ وہ شیطان ہے اور فقیر مکب ہے، یعنی منہ کے بل گرا دینے والے فقر میں گرفتار ہے، یاد رہے شریعت مطہرہ کا احترام نہ کرنیوالے پیر کے ہاتھ پر بیعت کرنا حرام ہے۔ اۓ بھائی! مذکورہ حدیث پاک میں 'اجسامھم فی الدنیا' سے مراد انکے اجسام انکے دین کی دنیا میں ظاہری نماز پڑھ رہے ہیں اور انکے قلوب میں انکی ذات دائمی نماز میں مشغول ہے۔ یعنی اولیاء اللہ، کاملان خدا، وقتی طور پر وقتی فرض ظاہر ادا کرتے ہیں، اور دائمی طور پر فرضِ دائمی ادا کرتے ہیں، جو باطنی راز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا "من لم یاءتِ فرضاً دائماً لم یقبل اللہ فرض الوقت"، جو شخص اپنا دائمی فرض ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسکا وقتی فرض بھی قبول نہیں کرتا......

معلوم ہوا کہ نماز صرف ظاہری وجسمانی فعل وعمل کا ہی نام نہیں بلکہ یہ باطنی اور قلبی فعل کا بھی نام ہے۔ ورنہ ظاہری جسم نماز میں مشغول رہا، اور قلب، عملِ قلبی سے غافل وبے پرواہ رہا تو نماز صرف نمائش اور ریا بن کر رہ جائیگی۔ اور ریا کسی بھی صورت میں مقبول نہیں کیونکہ ریا شرک کے بعد سب سے بڑا اور نا قابل معاف گناہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ خداوندی ہے' فَوَیلٌ لِّلمُصَلِّینَ الَّذِینَ ھُم عن صَلوٰتِھِم سَاھُونَ الَّذِینَ ھُم یُرَاؤُن'، دوزخ کا دردناک عذاب ہے ان نمازیوں کیلئے جو اپنی نماز سے بےخبر ہیں اور ان کیلئے جو ریا کار ہیں۔

اۓ بھائی! حالتِ نماز میں دل اور جسم میں اختلاف آجاۓ تو ایسی نماز کا کیا مقام ہوگا؟ نماز اسی عمل کو کہتے ہیں کہ نمازی کا جسم ودل دونوں نماز میں مصروف ہو جائیں نہ کہ جسم کہیں اور دل کہیں ہو۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا" لاصلوٰۃ الّا بِحُضورِ القلب"، دل کی حاضری کے بغیر نماز نہیں

ہوتی، یہ راز کیا ہے؟ اس راز سے کامل پیر بخوبی واقف رہتے ہیں۔ آج کل ہمارے مشاہدے میں یہ مناظر آرہے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ کی عالیشان مساجد بھی بنائی جارہی ہیں، ہجوم در ہجوم نمازی بھی آرہے ہیں، نماز پڑھنے اور مساجد آباد کرنے والی جماعتیں اپنی تحریکیں بھی چلا رہی ہیں، لوگ نمازی بھی بنتے جارہے ہیں، مگر ہم نمازیوں کی دعائیں آخر کیوں بےاثر ثابت ہو رہی ہیں، ساری کائنات میں ہم مسلمانوں کی پستی کا اندازہ ہی نہیں لگایا جاسکتا، اور نہ اخلاقی گراوٹ کا کوئی گراف بنایا جاسکتا ہے۔ افسوس ہماری قوم میں علمی ناخواندگی کا شرحِ تناسب بھی لگانا دشوار ہو چکا ہے۔ اس قوم کی مظلومیت اتنی حقیر ہے کہ سر چھپانے کو جگہ میسر نہیں، آج کائنات کے ڈیڑھ سو مسلم ممالک یہود ونصاریٰ کے رحم وکرم کے محتاج ہیں! ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ ہم سے کہیں نہ کہیں کھلی غلطیاں ہو رہی ہیں؟ اور یہ غلطیاں اسلام سے ہٹ جانے کا یا ظاہر وباطن میں تضاد کا نتیجہ ہیں، کہ آج ہماری ہر دعاء بےاثر ہے۔ تاریخ شاہد ہے چند موحدانِ مکہ کی دعا اس قدر اور جلد مقبول ہوئی کہ ابرھہ کے ہاتھیوں والے لشکر کو ابابیل نے مسل کر رکھ دیا۔

علامہ اقبالؒ نے کیا خوب کہا ہے۔

مسجد تو بنالی شب بھر میں ایماں کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے برسوں میں نمازی بن نہ سکا

وہ بھی کیا لوگ تھے وفا کی طرح
جنکی ہر بات تھی شفاء کی طرح

عارفؔ القادری

اۓ بھائی ذرا غور کر! ان حالات سے ابھرنے کا علم وسلیقہ آخر کون رکھتا ہے؟ یہ وہی تو ہے جسکا نام پیر کامل ہے۔

علومِ دُنیا کی ضرورت واہمیت :

اےئ بھائی ! ہم کلمہ گو بیشک ازلی سعید ہیں کہ ہم دین وایمان تو ازل سے لے کر اس دنیا میں آئے ہیں! ہمارا خدا بے مثل و بے مثال ہے، ہمارے رسول بے مثل و بے مثال ہے، ہمارا کلمہ بے مثل و بے مثال ہے، ہمارا قرآن بے مثل و بے مثال ہے، ہمارا دین بے مثل و بے مثال ہیں، ہمارے رسول پاک کی سیرت بے مثل و بے مثال ہے۔اب ذرا غور کر! کہ ہمارے پاس اتنا سب کچھ بے مثل و بے مثال ہوتے ہوئے بھی ہم کیوں بے مثل و بے مثال نہیں ہیں؟ ہم اتنے اور اس قدر ازلی عطاؤں کے باوجود یہود ونصاری یا صیہونی طاقتوں کی ٹھوکروں میں پڑے ہوئے ہیں۔ ہر طاقتور قوم ہمیں سر اٹھانے بھی نہیں دیتی اور نہ ہی دینا چاہتی ہے کیوں؟ کیوں مسلمان اس کائنات کے گوشے گوشے میں رسواء وذلیل ہو رہا ہے؟ کیوں مسلمان اس دنیا کی گلیوں میں بھٹکتا ہوا مارا مارا پھر رہا ہے! کیوں مسلمان کی دنیا کا کوئی حقیقی قائد نہیں! کیوں اس کائنات کے مسلمان کا کوئی امام نہیں؟ اےئ بھائی ان حالات کے ہم خود ذمہ دار ہیں۔

اےئ بھائی! ہمارا اللہ ایک، اور ہمارا رسول ایک، ہماری کتاب ایک، ہمارا دین ایک، !مگر تھا! آج دین کے بہتر ٹکڑے ہو چکے ہیں اور فرمان الٰہی ’’ وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوۡا ،، اور تم سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور منتشر نہ ہو جاؤ) سے روگردانی اور عدم توجہ کے باعث جو واحد امت مسلمہ تھی، وہ بہتر ٹکڑوں یا فرقوں میں بٹ کر منتشر ہو چکی ہے۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی، دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی، اللہ بھی، قرآن بھی ایک
کیا بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک
فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں!
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

امت مسلمہ کے نام پر ہم دین کے بہتر ٹکڑوں کے بہتر جنازے لے کر گاؤں گاؤں شہر شہر بھٹک رہے ہیں۔اور چیخ چیخ کر لوگوں سے کہہ رہے ہیں کہ یہی حقیقی اسلام ہے اور آؤ سب اسکو تسلیم کر لو! ہم وہ ہیں جنکے ہاتھوں سے دنیا پھسلنے لگی تو دین کی رسی کو مضبوطی سے تھام لینے کے نام پر دین کی شرن میں آ گئے ہیں۔ہم دین کی شرن میں کیا آئے ! کہ خالص دین تو کرتے ! کہ یہ کام بھی ہم سے کما حقہ ادا نہ ہوسکا! کیونکہ اکثر و بیشتر لوگ اگر دین کو پیش بھی کرتے ہیں تو اپنے مفاد کی آمیزش ضرور کرتے ہیں۔ ہمارے دین کے نام پر بڑی بڑی تحریکیں اٹھیں، جماعتیں اٹھیں، مگر پس پردہ اپنی غرض ومفاد کی سبز پری رقصاں ہی رہی! تا کہ دین کی خدمت کے ساتھ خدمت کی غیر مناسب قیمت ضرور ملے۔ ہزاروں جلسے، جلوس، کانفرنسیں، ہوئیں مگر کچھ لوگوں کے مفاد کے سواء کچھ بھی نہ ہاتھ آیا؟

’’رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً ،، اےئ اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما...... کے پہلے مقام کو یعنی دنیا کو ہم یکسر نظر انداز کرتے چلے گئے! ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم اس دعائیہ نصیحت آمیز تقاضہ کو پورا کرتے ! مگر نہیں ! ہم اس خدائی نصیحت پر مکمل عمل کرنے کی بجائے دین یعنی آخرت کے دوسرے مقام پر اپنی توجہ مبذول کر دی مبذول کیا کر دی! ہم تو سیدھے سیدھے دنیا سے دستبر داری کا ثبوت دینا شروع کر دیا ! ہم تو دنیا سے چلے غیروں نے سنبھالی دنیا ‘‘ کے مصداق ہم نے اپنے حصے کی بھی دنیا غیروں کیلئے چھوڑ دی، لھذا غیروں نے دنیا کی کمان سنبھالی، ہم حاکم تھے محکوم ہو گئے، ہم منصف تھے مظلوم ہو گئے، ہم اپنے نبی کے وفادار غلام تھے تو دین و دنیا ہمیں دونوں عطا کئے گئے تھے، مگر قولاً آپکی غلامی کو تسلیم تو کر لیتے ہیں، لیکن عملاً آپکی غلامی کا قلادہ اتار کر پھینکتے چلے گئے، انجام کار ہم اور ہماری دنیا رسواء وذلیل و خوار ہوتی چلی گئی۔ہم صدیق تھے راہ صداقت سے آہستہ آہستہ ہٹتے چلے گئے! تو دنیا ہمارے قدموں سے کھسکتی چلی گئی! ہم عادل تھے مگر ہم نے عدل کی راہ سے ایسی ٹھوکر کھائی کہ دنیا نے ہمیں خود ملزم مجرم بنا کر دنیا کی عدالت میں کھڑا کر دیا ! ہم غنی تھے، مگر آج اسقدر بخیل، لالچی اور چاپلوس پسند، تندخو، سخت مزاج، بزدل ، پست ہمت، ہو گئے ہیں کہ ہمارے قول وفعل میں ریا ہی ریا نظر آنے لگی ہے! ہم عیب جو نہیں تھے مگر آج ہم

خودکو بے داغ ثابت کرنے کیلئے دوسروں کے عیبوں کی جاسوسی کرنے میں مصروف ہوچکے ہیں! ہم انتہائی مہذب وتعلیم یافتہ تھے مگر آج ہم تعلیمی معیار سے اس قدر گر گئے کہ تہذیب واخلاق کے رخ سے شاید ہم سے شیطان بھی شرمندہ ہوگا ۔

ارشادخداوندی ہے "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَاتَفْعَلُوْنَ ،،وہ بات کیوں کرتے ہوجس پرتم خودعمل نہیں کرتے) آج ہم صرف دوسروں کونصیحت کرتے ہیں خودکوبھول جاتے ہیں؟ آج ہمارے قول وفعل میں تضاد یاٹکراؤ اپنی حدودکو پار کرچکا ہے۔قول وفعل میں تضادکا پایا جانا کیا ہے؟ بھیانک قسم کا جہل ہے ۔ائے بھائی ! نبی ءکریم ﷺ نے ارشادفرمایا:"عن سیدنا ابی حنیفة رضی اللّٰہتعالیٰ عنه قال سمعتُ انس ابن مالک رضی اللّٰہتعالیٰ عنه یقو ل قال رسو ل اللّٰہ ﷺ طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم،،رواہ فی مسندہ، حضرت سیدناامام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ سے انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا علم دین کا حاصل کرنا ہر مسلمان پرفرض ہے......کیا معنیٰ ہے؟ حج اور زکوٰۃ ہر مسلمان مرد اور عورت پرفرض نہیں! کیونکہ یہ صرف اہل استطاعت کے لئے ہے۔مگر علم ہر مسلمان مردوعورت پرفرض ہے! لیکن کونسا علم فرض ہے؟ ائے بھائی ! وہ علم ضروریاتِ دین فرض ہے۔علم ضروریات دین کیا ہے؟ کلمہ،نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج ،عقائداہل سنت والجماعت ،اورحرام وحلال میں تمیز کا نام ہے ۔بس اسی قدر علم اگرکسی مسلمان مردوعورت میں آ گیا توسمجھوکہ وہ مکمل طور پردائرۂ اسلام میں داخل ہے ۔ ورنہ اس فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کی گئی تو جہل کا خدشہ رہتا ہے،جوکسی بھی وقت کفر کی کھائی میں ڈھکیل سکتا ہے۔ایک سوال پیدا ہو تا ہے !اگر اتنا سا علم یعنی علمِ ضروریات دین کا حاصل کرنا فرض ہے تو وہ کونسا علم ہے جوخصوصاً ہمارے ہندوستان میں ہی ہزاروں درسگاہوں میں دیا جارہا ہے، جہاں سے ہرسال ہزاروں مفتی،فقہاء،علماء،فضلاء ،قراء،وحفاظ،اپنے اپنے ہاتھوں میں اپنی اپنی سندیں لے کر نکل رہے ہیں،سندکیا ملی بیچارے خودکوتسلی دے لیتے ہیں کہ اب ہم بھی اپنے دین کے رہنماء بن گئے ہیں؟ ائے بھائی اس علم کا نام فرضِ کفایہ ہے !فرض

کفایہ وہ ہوتا ہے جوامت میں سے چندحضرات نے بھی اس کوادا کیا تو وہ ساری امت کے سر سے اتر جاتا ہے ۔اگر ہندوستان میں ایک بھی صحیح العقیدہ مفتی ہواور دارالافتاء سنبھالے ہوئے ہوتو (ساری امت کے لوگوں کومفتی بننے کی مطلق ضرورت نہیں) سب پر سے یہ فرضِ کفایہ ادا ہوجاتا ہے ۔اگر ہندوستان میں چند مدارس،اور چندفقہاء ہوں تو ہرایک سے یہ فرض ساقط ہوجاتا ہے۔مگر یہاں تمام کے تمام یالاکھوں کی تعداد میں مفتی وہ فقیہ بننے کی بالکل ضرورت ہی نہیں تھی، کیونکہ یہ فرضِ کفایہ ہے اورصرف ان لوگوں کا حصہ ہے جو حق پرست،حق گو،حق بین،اورحق شناس،علماء کاملین،وربانین ہیں۔ جوخواص کے زمرے میں آتے ہیں" تِلْکَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْض ،،یہ وہ رسلانِ عظام ہیں جن کوہم نے بعض کو بعض پرفضیلت بخشی ،جس طرح ربِّ کائنات نے انبیاءکرام ،رسلانِ عظام کوایک دوسرے پرفضیلت وعظمت بخشی اسی طرح علم وعمل،تقویٰ وپرہیز گاری کی بناء پرصالحین کوفضیلت،مقام ومرتبہ ودرجہ عطافرمایا: فرمانِ الٰہی ہے"یرفع اللّٰہ الذین امنوا منکم والذین اوتوالعلم درجات " اللہ تعالیٰ تم میں سے ایمان والوں اوراُن لوگوں کوجواہلِ علم ہیں درجات بلندفرماتا ہے،نیز ارشادباری ہے"قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون ''ائے میرے حبیب آپ فرمادیجئے: کہ کیاعلم والےاوربےعلم برابرہوسکتے ہیں؟ یہ ثابت شدہ بات ہے کہ اہل علم،اہلِ فضل وکمال، لائقِ صدافتخار رہوتے ہیں،مگرتمام علوم عقلیہ ونقلیہ کا حاصل کرنا لازم وفرض نہیں ہے،صرف اورصرف علمِ ضروریات دین فرض ہے!اورعلمِ فقہ،علم فتویٰ یااورزائدعلومِ دین کا حاصل کرنا فرض کفایہ ہے اب یہاں ہم سے غلطی کہاں ہورہی ہے؟ جس کے نتیجے میں ہمارے ہاتھوں سے دنیانکلتی جارہی ہے؟اورہم مظلوم،ذلیل ورسواءزمانہ،اورابتر سے ابتر ہوئے جارہے ہیں۔

ائے بھائی! بہت بڑی غلطی ہم سے یہ ہوئی کہ صرف ضروریاتِ دین کاعلم حاصل کرنا فرض تھا اورہم ماسواءضروریات دین کے علمِ فرض کفایہ کو[فرض] بنانیکی اس قدرکوشش کرڈالی کہ بس شدت آگئی!اور ہم"رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَة،،یعنی ائے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطافرما......کے رخ سے

ٹھوکر کھا گئے !اور اس مقام کو نظر انداز کرتے ہوئے فرض کو چھوڑ کر فرضِ کفایہ کو فرضِ عین بنانیکی جسارت کر ڈالی۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا علامہ اقبالؒ

اب ذرا غور کر! مذکورہ آیت پاک "رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الاٰخِـرَةِ حَسَنَةً"، یعنی اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما: اور آخرت کی بہتری عطا فرما...... یہ آیت کریمہ میں قابل توجہ دو ہی جملے ہیں پہلے جملے میں دنیا اور علمِ دنیا کی بہتری مراد ہے، دوسرے جملے میں دین اور آخرت کی بہتری مطلوب و مقصود ہے۔ یہ آیتِ کریمہ کیا ہے؟ اے بھائی ! یہ آیت میزان یا ترازو ہے، اس ترازو کا ایک پلڑا دنیا اور علمِ دنیا ہے اور دوسرا پلڑا آخرت اور علمِ آخرت ہے۔ اگر پلڑوں میں اعتدال قائم نہ رہے تو تولنا محال ہو جائیگا؟ تم یہ کیوں بھول جاتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اِنّـِي جَاعِلٌ فِي الاَرْضِ خَلِيفَةً"، بیشک میں زمین پر اپنا ایک خلیفہ بناؤں گا...... تمہیں یہ زمین یعنی دنیا کا وہ خلیفہ ہی کیوں بناتا! اگر وہ تمہیں دنیا اور علمِ دنیا کے حصول سے منع کرتا؟ حضرت آدم کی خلافت کو آسمانوں پر بھی رکھ سکتا تھا! اس دنیا میں کیوں بھیجا؟ اس لئے کہ مسلمانوں میں علم آخرت کے ساتھ علمِ دنیا بھی آئے اور دنیا میں خدائی خلافت کا وہ نظام قائم ہو جائے! کہ جس کو قومِ اجنہّ حضرت آدم سے پہلے برباد کر چکی تھی۔

اے بھائی ! دنیا کی بہتری کس طرح حاصل ہو سکتی ہے؟ یہ ایک اہم نکتہ ہے، جو بحث پذیر ہے ! بہتری چاہے دنیا کی ہو، یا آخرت کی، بغیر علم کے کیسے ممکن ہے؟ آپ صرف دنیا کی بہتری طلب کرتے ہیں تو بھی بغیر علم کے یہ ممکن ہی نہیں کہ بہترین دنیا نصیب ہو جائے "وَ عَلَّمَ آدَمَ الاسماءَ كُلَّها"، ہم نے آدم کو تمام علوم سکھائے...... کیا معنیٰ؟ خیر اگر ہم آخرت کی بہتری طلب کرتے ہیں تو بھی بغیر علم کے کس طرح ممکن ہے؟ اگر علم ہی نہیں تو عمل کس چیز پر کرو گے؟ اور اگر عمل ہی نہیں تو بہتری کیسے نصیب ہو گی؟ ارشاد نبوی ﷺ ہے بغیر علم کے زہد اختیار کرنے والا زاہد آخر عمر میں دیوانہ ہو جائیگا یا کافر کی موت مریگا ۔

تو معلوم ہوا ! کہ دونوں صورتوں میں اگر اہم کردار ادا کرتا ہے، تو وہ صرف علم ہے۔ اے بھائی ! ذرا غور کر! نبی کریم ﷺ منصبِ نبوت پر فائز رہ کر بھی بنفس نفیس اکیس تیئیس یا ستائیس غزوات میں بحیثیت جنرل، یا کمانڈر، جنگوں کے میدان میں کیا کر رہے تھے؟ کیا نبی کریم ﷺ انسانوں کا بے جا خون بہا رہے تھے؟ ہر گز نہیں نعوذ باللہ! ہر گز نہیں! وہاں صرف اپنی قوم کو (Self defence) یعنی درسِ دفاع دے رہے تھے، یا انتہائی نازک صورت میں دشمن پر حملہ کرنے کی تکنیک سکھا رہے تھے۔ یعنی حق و باطل میں حدِ فاصل قائم فرما رہے تھے، اسی کا نام تو جہاد ہے! مگر بعض نادانوں نے جہاد کے صحیح مفہوم سے عدم علم کی بناء پر مسلمانوں پر طرح طرح کے الزام لگا کر اسلام و مسلمانوں کو بدنام، ذلیل و رسواء کرنے کی ناپاک کوشش کر رہے ہیں! اس لئے اہلِ علم و دانش و صاحبانِ فکر و فن پر لازم ہے کہ وہ عوام و خواص اور خصوصاً اغیار کو اس روشن حقیقت سے باخبر کرنے کی کوشش کریں، تا کہ اسلام دشمن طاقتیں بے نقاب ہو جائیں۔ تو! معلوم ہوا کہ مسلم اور قوم مسلم کو زندہ رہنے کے لئے بہترین دنیا جو اللہ اور رسول پاک ﷺ کو پسندیدہ ہو وہ حاصل کر کے آخرت کی بہتری طلب کریں۔

اے بھائی ! فی زمانہ معاملہ برعکس ہے، ہونا تو یہ چاہئے تھا، کہ ہمیں علم فرض یعنی علمِ ضروریات دین کے ساتھ عصری علوم حاصل کر کے اپنی دنیا کو بہتر بنا لیتے ! مگر ہم نے عصری علوم دنیا کو دنیا والوں پر چھوڑ کر، علم دین کے نام پر، علمِ فرض کفایہ کو فرض عین بنانے کی کوشش کر رہے ہیں، نتیجتاً دنیا کی تاریخ میں ہماری قومی تاریخ قصۂ عہد پارینہ ہو کر مشکوک ہوتی جا رہی ہے۔ مستشرقین کے توڑ مروڑ کی انتہاء ہی نہ رہی کہ اسلام، اور اہل اسلام، کو غلط اور ظالمانہ انداز میں پیش کرنے کی جارحانہ و بدترین کوشش کل بھی تھی اور آج بھی کی جا رہی ہے۔ حتیٰ کہ روم کے پاپائے اعظم یعنی پوپ جیسے شخص نے بھی اعتدال کی تمام حدیں توڑتے ہوئے نبیء کریم ﷺ کو دہشت گردی کو بڑھاوا دینے والا شخص قرار دینے میں کوئی عار نہ محسوس کی ! نعوذ باللہ من ذالک! اسلام کا معنیٰ ہی امن و سلامتی کے ہیں! اور داعئ اسلام امن و سلامتی کے علمبردار ہیں۔ دنیا کا کوئی ایسا مورخ آئے اور یہ ثابت کر دے کہ آپ ﷺ نے کسی پر حملہ کرنے میں کبھی بھی، کہیں بھی، کسی

بھی صورت میں پیش قدمی کی ہو۔ ایسا ہرگز ہو نہیں سکتا! کیونکہ آپ ﷺ نے صرف دفاعی تعلیم دی ہے، نہ کہ کسی پہ حملہ آور ہونے کی۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ امن وسلامتی کی تعلیم دی ہے، نہ کہ قتل وغارت گری کی! آپ ﷺ نے ارشادفرمایا ایک انسان کا بے جا قتل ساری انسانیت کا قتل ہے! ہمارے اسلاف نے تعلیم دی ہے کہ کعبہ ٹوٹ جاتا ہے تو ٹوٹ جانے دو مگر کسی کا دل نہ توڑو! یا کعبہ ٹوٹ جاتا ہے تو ٹوٹنے دو اگر اسکے بدلے میں ایک انسان کی جان بچالینا ممکن ہو تو بچالو۔ یہی پیغام تو حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ دے رہے ہیں، اور آپ کا قول اسلئے بھی معتبر ہے کہ مشہور زمانہ اولیاء کاملین وعارفین میں آپ کا شمار ہوتا ہے، آپ سچے عاشقِ رسول ﷺ ہیں جنکی کتابوں کے مطالعہ سے قاری حقیقت ومعرفت کے بیش بہا ہیرے جواہرات حاصل کرتا ہے، آپ فرماتے ہیں۔

دل بدست آور کہ حجِ اکبر است
از ہزاراں کعبہ اک دل بہتر است
کعبہ تعمیرے خلیلِ اطہر است
ودل گذرگاہِ جلیلِ اکبر است

سعدیؔ

دل کو اپنے قبضے میں لے لے، کہ یہی حج اکبر ہے، ہزار کعبوں سے ایک دل بہتر ہے، چونکہ کعبہ حضرت ابراہیم کا تعمیر کیا ہوا ایک گھر ہی تو ہے، مگر دل رب ذوالجلال کی گذرگاہ ہے۔ اے بھائی! یہ ہے ہمارا اسلام! افسوس کہ ہم عصری علوم سے محروم ہو کر دنیا کے جغرافیہ میں سمٹتے چلے جارہے ہیں۔ بس دنیا کے نقشوں پر ہمارے وجود کے چندنشان رہ گئے ہیں۔ وہ کونسی ایسی سائنس ہے؟ وہ کونسا ایسا علم ہے؟ جو قرآن میں نہیں ہے؟ ہر علمِ دین ودنیا قرآن میں موجود ہے۔

بس تھوڑا سا ہماری قوم کو تدبر چاہئے ۔ قرآن قوموں کی تاریخیں بیان کرتا ہے! قرآن ملکوں کا جغرافیہ بیان کرتا ہے! قرآن چاند سورج ستاروں کے ساتھ افلاک، (سپیس سائنس) کا بیان

کرتا ہے!"کُلُّ رَطبٍ وَّیابِسٍ اِلَّافِی کِتَابٍ مُّبِین" ہر خشک وتر کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے ۔ قرآن علمِ طب یعنی میڈیکل سائنس کا بیان کرتا ہے! قرآن سمندری سائنس بیان کرتا ہے! قرآن زمینی سائنس کے ساتھ موسمی اور فصلوں کی سائنس بیان کرتا ہے۔ ارشاد پاک ہے "اِنَّ فِی خَلقِ السَّمٰوٰتِ والارضِ واختلافِ اللیلِ والنَّھارِ والفُلکِ الَّتِیْ تَجْرِی فِی البحرِ بمایَنفعُ النَّاسَ وماانزلَ اللّٰہُ مِنَ السماءِ مِن ماءٍ فاحیابہ الارضَ بعد موتھا وبثَّ فیھا من کل دآبۃ وتصریف الریاح والسحاب المسخر بین السمآء والارض لآیات لقومٍ یعقلون" در حقیقت زمین آسمان کے پیدا ہونے میں، اور رات ودن کے بدلنے میں، وہ کشتیاں جو سمندروں میں آمد ورفت کرتے ہیں تاکہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں، اور جو آسمان سے بارش برستی ہے جس سے ویران وبنجر زمین سرسبز وشاداب ہوتی ہے، پھر ہر قسم کے چوپایہ کا اس میں پھیلادینا، ہواؤں کا چلنا، اور بادل کا زمین وآسمان میں تابع بن کر اسکی اطاعت کرنا، ان تمام چیزوں میں عقل والوں کے لئے علامتیں اور نشانیاں ہیں ......قرآن" لبیک اللھم لبیک "، پر خاموش نہیں رہا! "لبیک یاعبدی" کا علم بھی بیان کرتا ہے۔ اور یہی وہ فارمولہ ہے کہ جس پر جدید سائنس کا انحصار ہے۔ ہم بڑے انکساری وعاجزی کے ساتھ پوچھنا چاہتے ہیں، کہ صرف علمِ فقہ، حدیث وتفسیر، پڑھائے جانے والے مکتب کا نام آپ حضرات نے دارالعلوم، یا یونیورسٹی کیوں کر رکھ لیا؟ یہ جاننے کی کوشش کیوں نہیں کی؟ کہ یونیورسٹی میں کتنے مضامین یا کتنے سائنسی علوم پڑھائے جاتے ہیں؟ آپ علماء حضرات نے یہ سوچنے کی زحمت کیوں گوارہ نہ کی؟ کہ قرآن کتنے علوم کا ذکر کرتا ہے! یا قرآن میں کتنے دینی علوم ہیں، اور کتنے دنیوی علوم ہیں، جن کے حصول سے "رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَفِی الآخِرَۃِ حَسَنَۃً"، یعنی اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما اور آخرت کی بہتری عطا فرما......کا تقاضہ پورا ہو جاتا ہے! ان احکام پر عمل کرنے کی کوشش آخر کیوں نہیں کی گئی؟ اور آج تک کیوں نہیں کی جارہی ہے؟ اگر کی گئی ہوتی تو کیا ہمیں سعادتِ دارین نصیب نہ ہوتی؟

کاش کہ مدارس میں کچھ تو دنیوی تعلیم پر توجہ دی جاتی:۔

اے اللہ کے بندو! اگر آپ دارالعلوم، عربی کالج، یا عربی یونیورسٹی چلا رہے ہیں، تو آپ نے وہ تمام علوم کی تعلیم کیوں نہیں دی؟ یاد ہے؟ جو قرآن میں مرقوم ہیں؟ یہی ہماری سب سے بڑی اور فاش غلطی ہے کہ اپنے تھوڑے سے مفاد کے لئے خواہ وہ ثواب و جنت ہی کیوں نہ ہو! ہم نے دنیا کو بہترین بنانے سے پہلے جنت میں مکان تعمیر کروالینے کی کوشش کرڈالی! یہ کیسے ممکن ہے، کہ دنیا بگڑ جائے اور دین سنور جائے!

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بار آور تیری
فرسودہ ہے پھندہ ترا، زیرک ہے مرغ تیز پر
اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لئے تعلیم مثلِ نیشتر
جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے خوشۂ گندم کو جلا دو

(علامہ اقبال)

اے بھائی! ہم نے "وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃ"، یعنی آخرت کی بہتری عطا فرما...... کہ نام پر دنیا کو غیروں کے حوالے کر کے ہم نے کیا تو کیا کیا؟ 1857ء سے پہلے مٹھی بھر شیعہ حضرات کو چھوڑ کر ہم ہندوستانی صرف اہل سنت والجماعت والے سنی تھے! مگر ان ڈیڑھ سو سالوں میں وہ جو "رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً وَفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً"، یعنی اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما اور آخرت کی بہتری عطا فرما ......کی دعا کرنیوالے ساڑھے بارہ سو سال پرانی سنت والجماعت کو توڑ پھوڑ کر اپنی من پسند جماعتیں بنوالئے، کہ کیا کبھی ہم نے غور کیا کہ ہمیں ڈیڑھ سو سالوں میں آخر کیا ہاتھ آیا؟ سوائے نفاق، منافقت، دشمنی، دوریاں اور جہالت کے کچھ بھی نہیں۔

اے بھائیو! کیا آپ حضرات نے غور کیا! کہ جماعتوں کے نام پر، کانفرنسوں کے نام پر، جلسے

جلوس کے نام پر، ایک دوسرے کے حق و باطل پر ہونے کے نام پر، مناظرہ جات کے نام پر، ڈیڑھ سو سالوں سے مسلمانوں کے گاڑھے پسینے کی کمائی کو کس بے دردی سے لٹا دیا گیا؟ اربوں کھربوں وہ روپیہ ڈیڑھ سو سالوں سے غیر دور اندیش حضرات نے برباد کر دیا جو ہم مسلمانوں کو "رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً"، یعنی اے اللہ ہمیں دنیا کی بہتری عطا فرما...... کے کام آ کر ہمیں ایک بہترین دنیا عطا کر سکتا تھا۔ اور آج بھی وہی ہو رہا جب کہ امریکہ جیسی فاشسٹ طاقت نے مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کی ننگی دھمکیاں دے رہی ہے۔ اور ہم ہیں کہ خوابِ غفلت میں مدہوش!

نہ سمجھو گے تو مٹ جاؤ گے اے ہندی مسلمانو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں

اے بھائی! حکومت ہند نے حالیہ رپوٹ میں کہا ہے کہ ہندوستان میں رجسٹر شدہ پچاس ہزار، چھوٹے اور بڑے اسلامی مدارس ہیں اور غیر رجسٹرڈ شدہ بھی پچاس ہزار سمجھ لیجئے۔ کُل ایک لاکھ مدارس ہندوستان میں علم دین کی اشاعت میں کوشاں ہیں۔ یہ سروے چونکا دینے والا ہے! اے بھائیو ذرا غور کرو! مدارس ہوں یا دارالعلوم، جنکی تعداد صرف ہندوستان میں اگر ایک لاکھ ہے تو ذرا سالانہ اخراجات کا اندازہ بھی لگا لو۔ اگر ایک مدرسہ کا سالانہ خرچ صرف ایک لاکھ روپئے بھی لگا لیں تو ایک لاکھ مدارس کا کل سالانہ خرچ کتنا آتا ہے۔ 1,000,00x1,000,00=10,000000000 (دس عرب) روپئے آتا ہے، جب کہ چھوٹے بڑے مدارس کے اخراجات سالانہ پانچ لاکھ سے ایک کروڑ روپئے تک بھی آسکتے ہیں! افسوس مسلمانوں کی کمائی کو ثواب و جنت کی تمنا میں برباد کرنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ کیا ہمارے مدارس میں صرف دینیات کا ایک پریڈ رکھتے ہوئے عصری تعلیم نہیں دی جاسکتی تھی؟ کیا یہ مدارس ذرا سی تبدیلی کے ساتھ آج کے کالج، یا یونیورسٹیز نہیں بن سکتے تھے! کیا ہمارا مسلمان طالب علم ایک پریڈ دینیات کے ساتھ ڈاکٹر، انجنیئر، وکیل، منصف، یا سائنٹسٹ بن کر ﴿رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسَنَۃً﴾ کے کام نہیں آسکتا تھا؟ اگر ضرور آسکتا تھا! تو غور کرو یہ کل کا طالب علم پندرہ سال کی تعلیم مکمل کرتے کرتے کیا دینیات کے ایک

پریڈ کے ساتھ مکمل عالمِ دین نہیں بن سکتا تھا؟ یقیناً بن سکتا تھا۔ یہ عالمِ دین بھی ہوتا! اور ڈاکٹر بھی ہوتا! یہ عالمِ دین بھی ہوتا، اور انجینیر بھی ہوتا! یہ عالمِ دین بھی ہوتا، اور سائنٹسٹ بھی ہوتا! یہ دین پرست بھی ہوتا، اور وطن کا شیدائی بھی ہوتا! یہ دین کے لئے بھی کام کرتا! اور وطن کیلئے بھی کام کرتا، مگر اب چونکہ مدرسہ یا دارالعلوم کا طالبِ علم صرف علومِ دینیہ قرآن، حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، اصول حدیث، منطق وفلسفہ، عربی، فارسی یا اردو زبان میں پڑھ بھی لیتا ہے تو اس طرح کی تعلیم فی الزمانہ کارگر یا سودمند ثابت نہیں ہوسکتی، اس لئے کہ عوام الناس عربی وفارسی پڑھتے ہیں نہ سمجھتے ہیں، انکے سامنے فارسی اور عربی کے فصیح وبلیغ الفاظ کا استعمال کرنا ہواؤں میں محل تعمیر کرنے کے مترادف ہے۔

رہی بات اردو کی تو عوام کا قلیل طبقہ اسکو پڑھتا اور سمجھتا ہے، گویا عدم کے درجے میں ہی ہیں، عالم مفکر، مدبر، مدرس، مقرر، خطیب اور واعظ، کے پیش نظر صرف ایک ہی قوم کی ذمہ داری نہیں رہتی، ہر طرح کے لوگوں کی آمد ورفت رہتی ہے۔ یہ بات ظاہر ہیکہ ہر کوئی فصیح وبلیغ اردو نہ بول سکتا ہے، نہ سمجھ سکتا ہے، اسی بناء پر افہام وتفہیم، تکلم وکلام، خط وکتابت، معرفت وشناخت، کے لئے لازمی ہے کہ آپ ہر اس زبان کو سیکھیں اور اپنائیں جس کا رواج عام سے عام تر ہے، یہ رہا معاملہ صرف باہم جان پہچان اور ملاقات کا، مگر تبلیغ اسلام کے لئے اپنے دین وایمان کی حقانیت کے ثبوت کے لئے، علم دین کے علاوہ علم دنیا کا سیکھنا لازم قرار پاتا ہے ورنہ آپ اپنا مدعا مدعی کے روبرو پیش کرنے سے قاصر رہ جائنگے جسکی وجہ سے خود کی اور دین کی رسوائی ہوگی۔ اس لئے اکثر ہمارے دینی ذمہ دار حضرات جب کسی مسئلہ پر بحث ومباحثہ یا اثبات حق وابطال باطل کیلئے کسی دینی ودنیوی دانشمند کے سامنے کلام کرتے ہیں تو تھوڑی ہی دیر میں پسپا ہوجاتے ہیں کیونکہ انکا مقدمہ تو مضبوط ہوتا ہے مگر ثابت کرنے والے بہت کمزور ہوتے ہیں۔

اے انصاف پسند بھائی ذرا غور کر! تو دورِ حاضر کے اعتبار سے کس قدر نا آشنا ہے، کاش تو دونوں علوم سے آراستہ وپیراستہ ہوتا، تو بھینگے کی طرح ایک کو، دو، دو کو چار، نہ دیکھتا! یا ایک آنکھ سے دنیا کو نظر انداز کرکے صرف دین کو ہی دیکھنا کہاں کی عقل مندی ہے تو ایک آنکھ سے کب تک اور کیا دیکھے گا! آہ! اب

تو دونوں آنکھیں کھول بھی دے اور قوم کی حالت حاضرہ کا مشاہدہ کر۔ اور قوم کی حالت زار پر آنکھیں اشکبار کر، اے طالب اللہ! علمِ دنیا، اور علمِ معاش اتنا ہی ضروری ہے جتنا کہ علمِ دین! اپنی آنکھوں سے غفلت کے حجابات دور کرکے، حق بین، حق شناس، حق پرست، حق پسند بن کر نفس کے خلاف مجاہدانہ کردار ادا کرتا رہ تا کہ اللہ تجھے سعادت دارین نصیب کرے۔ اور اگر تو سعادتِ دارین سے محروم رہا تو ”خَسِرَ الدُّنیا وَ الآخرۃ“ کے مطابق وہی انجام ہوگا جسکو آج تک ہماری نسلیں بھگت رہی ہیں! ہم اپنے ہی وطن میں بے وطن ہوئے جا رہے ہیں۔ دشمنان اسلام کھلے عام ہمارا منہ چڑا کر کہہ رہے ہیں کہ اگر تم کو تمہارا دین اتنا ہی پیارا ہے تو اس دین کو وہیں لے جاؤ جہاں سے یہ آیا ہے، اور ہمارا دیش چھوڑ دو! فاشسٹ طاقتیں غریب ونادار مسلمان کو دھمکیاں دے رہی ہیں کہ تمہارے دین کا ٹوکرا کہیں اور لے جاؤ اور ہماری زمین چھوڑ دو! استغفر اللہ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ یہ کیوں ہو رہا ہے؟ کچھ تو سمجھنے کی کوشش کرو! بخدا ہم مدارس کے مخالف نہیں، اور اگر اب بھی نہیں سمجھو گے تو زمانہ خود ہمارے لئے ہٹلر بن جائیگا۔ جو کام صرف ایک پریڈ کے داخل کرنے کے ساتھ پندرہ سالوں میں ہوسکتا ہے اسکے لئے دس! دس! سال کا مکمل وقت کیوں برباد کیا جا رہا ہے؟

اے طالب اللہ! ضمنی بحث طویل ہوگئی! معذرت کیساتھ عرض کرنا چاہوں گا! ایسے حالات میں ایک کامل پیر مریدوں کو دین ودنیا عطا کرتا ہے، تا کہ مسلمان نارِ جہنم سے محفوظ ہوجائے۔ بس ”رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنیَا حَسنَۃً وَفِی الاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً“، کے علوم عطا کرکے انسان کو خلافت کا وارث بنا کر کامیابی عطاء کرتا ہے۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہیں جسکو خیال خود اپنی حالت کے بدلنے کا

ارشاد خداوندی ہے ”ان اللہ لا یغیر قوما حتی یغیروا ما بانفسھم“

آیئے! اب ہم اپنے ماسبق عنوان پر روشنی ڈالتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ”لَن تَنَالُوا البِرَّ

حَتّٰی تُنفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ ،،تم نیکی ہرگز نہیں پاسکتے جب تک اپنی محبوب چیزیں اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو......ائے بھائی ! یہ محبوب اشیاء کیا ہیں ؟ یہ تیری سانسیں ہیں جو اللہ کے کرم سے چل رہی ہیں، انتہائی محبوب وقیمتی ہیں، اللہ کی راہ میں اب اگر خرچ کرنا ہے تو، کس طرح خرچ کریں یہ کامل پیر سکھائے گا۔

ارشادنبوی ﷺ ہے’’ التوحید والتوکل توامان ،، یعنی توحید وتوکل جوڑا ہے......توحید لاالہٰ الا اللہ سے ہے، اور توکل محمد رسول اللہ ﷺ سے ہے، اس راز کو اگر پیر کامل نہیں تو کیسے سمجھے گا ، اور مریدین کو کیا سمجھائیگا ؟ تاکہ مرید کو مقامِ توحید حاصل ہو۔ توحید وتوکل جب ایک ہوجاتے ہیں تو توحید مطلق جلوہ نما ہوتی ہے، ایسے کامل پیر کی شان میں ارشادنبوی ﷺ ہے’’ اجسامهم فی الدنیا وقلوبهم فی الاٰخرة ‘‘ انکے جسم دنیا میں، قلوب عقبیٰ میں ہیں، اور نماز دل میں ادا کرتے ہیں۔ اور قرآن پاک میں کئی مقامات پر ان کاملین عارفین کی عبادت اور انکے تقرب الی اللہ کو بیان کیا گیا ہے ارشاد خداوندی ہے’’ وَهُمْ فِی صَلَوٰتِهِمْ دَائِمُونَ ،، اور وہ اپنی نماز میں ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے ’’ اَلَّذِینَ یَذْکُرُونَ اللہَ قِیَامًا وَّ قُعُودًا وَّعَلیٰ جُنُوبِهِمْ یَتَفَکَّرُونَ فِی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ،، یہاں اہل دل، صاحبِ عقل سلیم کی صفت بیان کی جارہی ہے، ترجمہ؛ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جو کھڑے ہوکر، بیٹھ کر اور اپنی کروٹ پر لیٹے لیٹے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور آسمان وزمین کی تخلیق میں غور وفکر کیا کرتے ہیں۔

پیروارثِ نبی ﷺ اوردارین کی سعادتوں کا ضامن ہوتا ہے:

ہندوستان میں خواجہ کے مخلص وغریب مسلمانوں پر جب زمین تنگ ہوتی دکھائی دی تو حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی دعاؤں کے صدقے میں محمود غزنوی کو اللہ نے مسلمانوں کی امداد کے لئے

فوج بھیج کر فتح ونصرت عطاء فرمائی۔ حضرت سرکار شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے میں دیکھا کہ مرہٹہ افواج مسلمانوں کو دہلی میں تاراج کررہی ہیں، تو آپ نے ادھر دعاء فرمائی اُدھر اللہ تعالیٰ نے احمد شاہ ابدالی کو بھیج کر مرہٹوں کو دہلی سے باہر کردیا۔

کوئی اندازہ کرسکتا ہے اسکے دست وبازو کا
نگاہ مردمؤمن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور آج اتنی آہ وزاری! اتنی نمازیں! اتنی مظلومیت! بے شمار دعائیں! بے حد صدقات، خیرات، وحسنات، وحجوں، کے باوجود مسلمان ساری دنیا میں پسماندہ، اور روندھا ہوا، لٹا ہوا، پٹا ہوا، اخلاق سے گرا ہوا، کردار سے دور، بدنصیبی کا رونا رونے والا، صرف مظلوم بن کر یہود ونصاریٰ کے رحم وکرم پر کیوں زندہ ہے؟ اس لئے کہ ہمارے صرف جسم زندہ ہیں روحیں مردہ ہوچکی ہیں۔ ہمارا صرف دین جاگ رہا ہے دیندار سوچکے ہیں۔ دین بھی کیسا دین، جو بہتر ٹکڑوں میں بٹ کر لہولہان ہوچکا ہے! ہمارے دین سے ایمان نکل کر ان مؤمنین کے ساتھ قبروں میں چین کی نیند سورہا جنکا ہماری جسمانی دین سے کچھ لینا دینا نہیں۔ اسی لئے تو حضرت سید الطائفہ، رہبر شریعت وطریقت سرکار سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا مسلمانی اور مسلمان کہاں ہیں، جواباً آپ نے ارشاد فرمایا کہ ’’مسلمانی درکتاب ومسلمان درگور‘‘ یعنی مسلمانی کتابوں میں ہے اور مسلمان قبروں میں ہیں۔ اللہ اکبر! یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ اسلام کا بول بالا تھا! اندازہ لگائے گا آج اگر آپ ہوتے تو ہمارے متعلق آپ کی کیا رائے ہوتی۔

انقلابِ حق کب آتا ہے؟

ائے بھائی ذرا غور کر! ہمارے دین وایمان کو متحد اور زندہ کریگا تو کون کریگا؟ یہ انقلاب وہی برپا کرسکتے ہیں جن کو کامل پیران عظام کہتے ہیں، کہ جس طرح اللہ کے ولی، کامل پیر لاثانی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہندوستان کے بندوں میں توحید کی روح پھونک دی۔

اکیسویں صدی کی بظاہر ترقی یافتہ، بظاہر مہذب، رنگ ونسل کا امتیاز مٹانے کا دعویٰ کرنے والی

تکنیکی کالی دنیا، جس میں بسنے والے ہرانسان کا خواب ہے دولت ،شہرت ،عزت ،اورعورت ،عیاشی ، جسموں کی آزادی ، جوکچھ کرنا ہے اسی دنیا میں کرگذرنے کا جنون ،سوپر پاورملکوں کا کمزورغریب ونادار ملکوں کوغلام بنانے کی مہم ،جنسی بے راہ روی کا حیوانی فیشن ،آج کل انسان کواسی دنیا میں حاصل ہورہا ہے، لیکن نظام قدرت سےٹکرانے کے عوض میں عجیب عجیب بیماریاں ،عجیب عجیب طریقہ ہائے علاج ہمیں میسر آرہے ہیں ۔ ہرطرف چیخیں ہیں،آہ وزاریاں ہیں، تباہکاریاں ہیں،جنگیں ہیں،طوفان ہیں،سیلاب ہیں، ہولناک زلزلے، برپا ہورہے ہیں،اجسام زندہ ہیں روحیں مرچکی ہیں،قالب چل رہے ہیں،قلوب موت کی نیند سوچکے ہیں،ہم ماننے کو یقیناً مان لیتے ہیں کہ ابھی قیامت قائم نہیں ہوئی ابھی آنے والی ہے آرہی ہے ! حضرت عیسیٰ علیہ السلام آنے والے ہیں،حضرت مہدی آنے والے ہیں یا آرہے ہیں،یابعض کے نزدیک تو آبھی چکے ہیں اور جابھی چکے ہیں! تو پھر یہ دنیا کیوں قائم ہے؟ تباہ وبرباد کیوں نہیں ہوئی؟ زمین تانبے کی کیوں نہیں ہوئی؟ سورج سوانیزے پہ کیوں نہیں آیا؟

عزیزم ! یہ کچھ ایسے سوالات ہیں جوآج کے ہرانسان کے ذہن میں پریشان ہیں،صرف انکے پاس ان سوالات کے اظہار کے لئے قرینے کے الفاظ نہیں ہیں۔اے بھائی ! مانا کہ جسم زندہ ہیں،چل رہے ہیں،جی رہے ہیں،روبوٹ کی مانند حرکت بھی کررہے ہیں،مگر روحوں پر،جانوں پر،قیامت آچکی ہے ۔ عقل،ہوش،سوچ وکردار،افکارانسانی تہذیب وتمدن،علم وعمل،آپسی بھائی چارہ،غمخواری وہمدردی،اخلاص ومحبت،چین وسکون،امن وآشتی،جذبہء وطن پرستی،خدمتِ خلق،انسانیت وروحانیت یہ سب کچھ تو قیامت کی نذرہوچکے ہیں۔

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی — برق طبعی نہ رہی شعلہ مقالی نہ رہی
رہ گئی رسمِ اذاں روحِ بلالی نہ رہی — فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی
مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

صرف انسان کی ظاہری لاش زندہ نما ہے! یہ زندہ نہیں ہے، یہ انسان نہیں آسیبی سائے چل رہے ہیں! قلوب اورروحیں تو قیامت سے پہلے قیامت کی نذر ہوچکی ہیں۔انسانیت تو انسان کے بنائے ہوئے کئی پل صراطوں سے گزرگزر کر، کٹ کٹ کر مجروح ہوکر، پتہ نہیں برزخ کے کس کونے میں سسکتی پڑی ہے۔ بزرگوں نے اسی دنیا کو جنت اور جہنم کا نمونہ کہاہے! اوراس سے بڑانمونہ تو خود انسان ہے کہ اسے چاہئے تھا،کہ وہ جنت سے نکلا ہے تو پھراس دنیا سے اپنے آبائی مکان جنت کا سامان کرے ! نہیں مگر نہیں !اس انسان نے تو وہ کام کردیا جو اسکے باپ نے بھی نہیں کیا! حضرتِ آدم نے جنت تو چھوڑا لیکن برباد نہیں کیا:اورمکانِ دنیا کو جنت کا نمونہ بنانے کی کوشش میں ساری عمر مصروف کاررہے! مگرافسوس اسی باپ آدم کی اولادوں نے اس دنیا کو مکمل دہکتی ہوئی جہنم کا نمونہ بنادیا! آج کا انسان وفا کے نام پر جفا کرتا ہے ،دوستی کے نام پر دشمنی کرتا ہے،شانتی کے نام پر اشانتی پھیلاتا ہے،آگ بجھانے کے نام پرآگ کے کھیل کھیلتا ہے ،بے قصور لوگوں کو بچوں،بوڑھوں،بیماروں،عورتوں کو، بموں کے بے دریغ دھماکوں سے اڑادیتا ہے۔اللہ کی بسائی ہوئی ساری دنیا ہی آگ کی لپیٹ میں ہے۔دنیا کا ہر چھوٹا بڑا ملک لاکھوں ٹن بارود واسلحہ کے نام پر سوئی ہوئی خطرناک آگ اس اللہ کی زمین کی کوکھ میں چھپائے ہوئے بیٹھا ہے،خدا جانے کب یہ پھوٹ پڑے،اور یہ دنیا آگ کی جہنم میں تبدیل ہوجائے۔اے اللہ! یہ قیامت در قیامت کا معاملہ کب تک؟ پہلے تو انسان کے علم وعمل،کردار،افکار،فہم وعقل پر قیامت آئی،اب دوسری ہزاروں قیامتیں(صغریٰ ہی سہی)انسان نے تیار رکھے ہیں خدا جانے کل کیا ہوگا؟

آخرایسا کیوں ہورہا ہے؟

ایسا کیوں نہیں ہوگا ؟فرعون کا بیٹا فرعون ہی ہوتا ہے !شداد نمرود وھامان کے بیٹے ویسے ہی ہونگے جیسے انکے باپ تھے! ہٹلر کا بیٹا ہوتا تو وہ ویسا ہی ہوتا جیسا ہٹلر تھا! بش کا بیٹا بش ہی ہوگا! بے بش کیسے ہوگا؟ بالکل اسی طرح برائے نام انسان کے بیٹے برائے نام انسان ہی ہونگے !برائے نام مسلمان کے بیٹے

برائے نام مسلمان ہی ہونگے، برائے نام عیسائیوں کے بیٹے برائے نام عیسائی ہی ہونگے ! برائے نام ہندو کے بیٹے برائے نام ہندو ہی تو ہونگے۔ برائے نام! یہ سب کچھ برائے نام ہے! برائے نام زندگی ہے، برائے نام زندہ ہیں! دل مردہ ہو چکے، روحیں مر چکی ہیں! انسانیت دم توڑ چکی ہے! حقیقتِ زندگی سے دور دور تک واسطہ نہیں، کیونکہ حقیقتِ زندگی ''برائے نام'' کے نام پر بھینٹ چڑھ چکی ہے۔ دین دھرم برائے نام ہیں! غیرتِ ملت وقوم کا جنازہ کب کا نکل چکا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی سائل کے جواب میں کیا خوب فرمایا۔ ''مسلمانی در کتاب مسلمان در گور'' یعنی مسلمانی کتاب میں اور مسلمان قبروں میں ہیں۔ علامہ اقبالؔ نے بھی ایک شعر میں اس کیفیت کو بیان کیا ہے۔

قوتِ فکروعمل پہلے فنا ہوتی ہے
پھر کسی قوم کی شوکت پہ زوال آتا ہے
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی

اے بھائی ! نبیء کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''خلقت الحمار بصورۃ البشر ''، (ترجمہ) اللہ نے انسان کی صورت وشکل میں گدھے بھی پیدا فرمائے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے ''مَوتًا وَلَاحَیَاتًا وَلَا نُشُورًا ''، وہ مردے ہیں، نہ ان کے لئے حیات ہے، اور نہ نشر ہونا۔ پس یہ سب مردے اور بے حیات ہیں۔ ارشاد باری ہے ''فَمَن یَّعمَلُ مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیرًا یَّرَہٗ وَمَنْ یَّعمَلُ مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ ''، جو شخص ذرہ بھر نیکی کریگا اسکو دیکھے گا، اور جو ذرہ بھر برائی کریگا، وہ بھی دیکھے گا۔ نیز ارشاد باری ہے ''وَ اِذَا قِیلَ لَھُمْ لَاتُفسِدُوا فِی الَارضِ قَالُوا اِنَّمَا نَحنُ مُصلِحُونَ، اَلَا اِنَّھُم ھُمُ المُفسِدُونَ وَ لٰکِن لَّا یَشعُرُونَ ''، اور جب کہا جاتا ہے انکو کہ زمین پر فساد نہ کرو۔ کہتے ہیں ہم تو اصلاح ہی کرنے والے ہیں! خبردار رہو کہ درحقیقت یہی لوگ فسادی ہیں مگر شعور نہیں رکھتے۔ اس لئے ارشاد نبوی

ﷺ ہے ''کل اناءٍ یترشح بما فیہ ''، یعنی برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔

اے طالب اللہ ایسے بے خبر اور بے شعور انسان نما فسادی کیلئے فرمان الٰہی ہے ''لَھُمْ قُلُوبٌ لَایَفقَھُونَ بِھَا وَلَھُم اَعیُنٌ لَایُبصِرُونَ بِھَا وَلَھُم اٰذَانٌ لَایَسمَعُونَ بِھَا اُولٰئِکَ کَالَانعَامِ بَل ھُم اَضَلُّ اُولٰئِکَ ھُمُ الغَافِلُونَ ''، انکے دل تو ہیں مگر سمجھتے نہیں، آنکھیں ہیں مگر دیکھتے نہیں، انکے کان ہیں مگر سنتے نہیں، یہ لوگ جانوروں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر، اور وہ سب غافل ہیں۔ ایک اور تازیانۂ عبرت ملاحظہ فرمائیے ''صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ فَھُم لَایَرجِعُونَ ''، وہ بہرے گونگے اندھے ہیں، اور وہ کبھی حق کی طرف رجوع کرنے والے نہیں۔ اس آیتِ پاک میں اور اس سے ماقبل خصوصاً کفار و مشرکین کا ذکر آیا ہے اور انہیں بھی اندھے، گونگے، بہرے کہا گیا ہے گرچہ وہ اصلاً ایسے معیوب نہ تھے۔ اسلئے کہ جو آقا علیہ السلام کی زبان اطہر سے کلام الٰہی سن کر تسلیم نہ کرنے والوں کو بہرا، اور آپ کے معجزات اور روشن علامات دیکھ کر انکار کرنے والوں کو اندھا، آیات بینات زبان نبوی ﷺ سے سنکر حق ہونے کے یقین کے باوجود انجان اور خموش رہنے والوں کو گونگا کہا گیا ہے، تو آج بھی اگر یہ صفاتِ مذمومہ، خبیثہ کسی میں ہوں تو اسکو آنکھ کے باوجود اندھا، کان کی سماعت کے باوجود بہرا، زبان کی گویائی کے باوجود گونگا تسلیم کیا جائیگا۔ دنیا میں اکثریت اللہ کے بتائے ہوئے حق کو نہ سمجھنے والے، حق کو نہ دیکھنے والے، حق کی نہ سننے والے، بدترین جانوروں کی ہے۔ اور جانوروں کی رہائش گاہ کو جنگل کہتے ہیں، نہ کہ بستی، اب بتاؤ جنگل میں جنگل کا قانون نہ ہوگا! تو اور کیا ہوگا؟ ہاں انسانوں کا قانون بھی ضرور ہوتا، اگر حقیقی معنوں میں انسان بھی ہوتے۔

جب انسانوں سے اللہ نے انسانیت کو چھین لیا، تو یہ انسان نما جانور زندہ رہ گئے۔ اے بھائی ! ذرا غور کر کہ ان انسان نما جانوروں سے جو اولادیں پیدا ہونگی وہ انسان نما جانور ہی تو ہونگی! اب اس انسان نما جانوروں کو انسان کون بنائے؟ کون ہے جو ان انسان نما جانوروں میں انسانیت کی روح پھونک سکے؟ وہ کون مسیحا ہے جو ان انسان نما جانوروں کی مسیحائی کرے؟ وہ کون ہے جو اس جانوروں کی جنگلی دنیا کو

انسانوں کی دنیا میں تبدیل کر سکے؟ اے بھائی! یہ وہ لوگ ہیں جو یہ کام کر کے دنیا سے درندگی مٹا سکتے ہیں، یا کوشش کر سکتے ہیں! یہ وہ لوگ ہیں جو امن کے مسیحا، سکھ شانتی کے داعی کہلاتے ہیں! یہ وہ لوگ ہیں جو خدائی قانون کے وفادار ہوتے ہیں ! یہ وہ لوگ ہیں جن کے لبوں پر اتحاد و اتفاق کا ترانہ ہوتا ہے! یہ وہ لوگ ہیں جو 'جیو اور جینے دو' کا پاٹھ پڑھاتے ہیں! یہ وہ لوگ ہیں جو رنگ، بھید، اور نسلی امتیاز سے بے نیاز رنگِ وحدت میں ڈوبے ہوئے ہوتے ہیں! یہ وہ لوگ ہیں جس میں قادری بھی ہیں، چشتی بھی ہیں، نقشبندی بھی ہیں، سہروردی بھی ہیں، مگر سب کا مالک و مولیٰ ایک اور مقصد ایک ہوتا ہے۔ بس انسانیت حاصل کرو اور انسان بن جاؤ! یہ وہ لوگ ہیں کہ جن میں کا ایک بھی اللّٰہ والا ، جب تک ، اللّٰہ ، اللّٰہ، کہتا رہے گا قیامتِ حقیقی قائم نہیں ہو سکتی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے'' لاتقوم الساعة حتیٰ یقال فی الارض اللّٰہُ، اللّٰہُ ،، جبتک روئے زمین پر اللہ، اللہ کہنے والا ہوگا تب تک قیامت قائم نہ ہوگی ۔

تمنا دردِل کی ہوتو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں
نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ انکو
یدِ بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

(علامہ اقبالؔ)

وہ کون لوگ ہیں؟

اے بھائی! وہ لوگ اللہ کے فقیر ہوتے ہیں! جانتے ہو مرتبۂ فقر کیا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''الفقرُ فخری و الفقر منّی ،، فقیری میرا فخر ہے اور فقر مجھ سے ہے۔ ایسے فقیر کا اسلام، ایمان، یقین، عشق، و مقام اور ہوتا ہے۔ ایسا فقیر ﴿ الدنیا جیفة ﴾ دنیاءِ مردار پر نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ وہ کونسی دنیا مردار ہے؟ اور کونسی دنیا حلال ہے! اے بھائی ! جو دین کے دائرے سے باہر ہے وہ دنیا یقیناً مردار ہے، یا وہ دنیا مردار ہے جو دائرۂ دین کے باہر سے لا کر کسی تاویل یا بہانے سے دین

میں داخل کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ جیسے آج کل بہت کچھ ہو رہا ہے، جسکی تفصیل میں ہم جانا نہیں چاہتے ! بس اتنا سمجھ لو! ارشاد ربانی ہے''لاتشترو ا بایٰاتِ اللّٰہِ ثمناً قلیلا ،، اللہ کی آیات کو تھوڑی سی قیمت کے بدلے مت بیچو) معلوم ہوا کہ اللہ کی آیات نہ تعویذ میں بک سکتے ہیں، نہ تقریر میں بک سکتے ہیں! گویا کہ آیاتُ اللہ کا بیچنا بھی حرام، اور خریدنا بھی حرام ہے! آج کل تو دل خوش کرنے والی تاویلات کے سہارے تعویذ و تقریر بازی کا پیشہ اپنے پورے شباب پر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے دریافت کیا؟ کیا قرآن کی تحریر اجرت پر کر سکتے ہیں؟ تو سرکار نے فرمایا: ہاں یہ ہدیۂ جائز ہے (عقلمند را اشارہ کافی است)

ارشاد نبوی ﷺ ہے، جو شخص دنیا کمانے کے لئے علم دین کو بیچا وہ جہنمی ہے۔ ذرا غور کرائے بھائی! آج کل نہ علمِ دنیا سلامت ہے، نہ علم دین، دونو کے لئے خرید و فروخت کے بازار لگے ہوئے ہیں! منہ بولے دام لگائے جارہے ہیں۔ علمِ دین کو دنیا کمانے کیلئے بیچنے والے نبی کریم ﷺ کی نظر میں ہی جہنمی ہیں تو ایسے لوگ خدا جانے کس دل سے جنت کی تمنا کرتے ہیں؟

بتوں سے تجھ کو امیدیں، خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

علامہ اقبالؔ

جہنم کیا ہے؟

جہنمیوں کا ٹھکانہ ہے! جہنمیوں کی آبادی سے دنیا جہنم ہی کہلائیگی نہ کہ جنت! اگر یہ دنیا جنتیوں سے آباد ہوتی تو یہ دنیا بلاشبہ جنت کا نمونہ بن جاتی! الغرض اس ضمنی گفتگو کے بعد ہم اصل موضوع پر آتے ہیں وہ کون اور کیسے لوگ ہیں، جو اس جہنم نما دنیا کو جنت کا نمونہ بنا سکتے ہیں؟ اے بھائی وہ کامل پیر روشن ضمیر فنافی اللہ، بقا باللہ، اولیاء اللہ، اور غلامانِ مصطفی ﷺ ہیں ۔ یہ کام ہوا ہے! ایسی تحریکیں اٹھیں ہیں، تاریخ اسلام اٹھا کر دیکھئے قافلۂ انسانیت کے سپہ سالار، کل انبیاء کے تاجدار، محسن انسانیت ﷺ کے وفادار، ایک

مختصر عرصہ میں عرب سے عجم، یوروپ سے افریقہ، چین سے ہندوستان تک کا یا تین چوتھائی دنیا کا یا ساری دنیا کا ایسا کوئی گوشہ خالی نہیں ملتا جہاں محسن انسانیت ﷺ سے انسانیت کا پیغام نہ پہونچا ہو۔

نبی کریم ﷺ کے وفادار غلام یعنی کامل پیر کا نظریہ کیا ہوتا ہے؟

حدیث شریف میں وارد ہے "ترک الدنیا رأس کل عبادۃ وحب الدنیا رأس کل خطیئۃ ،، دنیا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے، اور دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے) ائے بھائی !اولیاء اللہ! تمام کی تمام دنیا کو ترک نہیں کرتے بلکہ اس دنیا کو ترک ونفرت کرتے ہیں، جو دائرۂ اسلام کے باہر ہے، اور جو دائرۂ اسلام میں حلال ہے۔ دنیائے حلال کو جنت کا نمونہ بنا لیتے ہیں، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ دنیاءِ حرام جہنم کا نمونہ ہے، اور تصوف کی اصطلاح میں حلال اور حرام میں بڑے رموز پوشیدہ ہیں۔حرام وحلال کیا ہیں؟ خیر وشر ہیں۔شر کا انجام جہنم ہے، خیر کا حاصل جنت ہے۔

کامل پیر کو یقین کا انتہائی درجہ حاصل ہوتا ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''وَعْدُ اللّٰہِ حَقٌ وَّ اِنَّہٗ لَایُخْلِفُ المِیْعَادَ،، اللہ کا وعدہ حق ہے وہ اپنے وعدے کی خلاف ورزی کبھی نہیں کرتا۔

یقیں محکم عمل پیہم، محبت فاتح عالم
جہادِ زندگانی میں یہ ہیں مردوں کی شمشیر یں
جب اس انگارۂ خا کی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

ارشاد نبوی ﷺ ہے ''عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الدنیا سجن المؤمن و جنۃ الکافر (رواہ مسلم والترمذی وغیرھما، حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا دنیا مومن کیلئے قید خانہ اور کافر کیلئے جنت ہے۔لہٰذا کامل پیر اپنے آپ کو اس قید خانہ کا قیدی تصور کرتا ہو تو، اسکو آراستہ کب کرسکتا ہے؟ ہاں اس دنیا کو جو دین کے دائرے میں ہے ضرور آراستہ کرتا ہے۔ جہاں صرف اور صرف نبی کریم ﷺ کے وفادار غلام رہتے ہیں ،اور جنکی غذا حلال اور پاکیزہ ہوتی ہے کہ یہی بمانند جنت بھی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے ''حب الدین و الدنیا لایسع فی قلب المؤمن کالماء و النار فی اناءٍ واحدٍ ،، دین ودنیا کی محبت مومن کے دل میں ایک برتن میں پانی اور آگ کی طرح نہیں سما سکتی۔ نیز آقا ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کو بغیر کسی آمیزش کے صحیح سلامت لے جائے وہ جنتی ہے۔عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ !اسکی وضاحت فرمائیے: کہ وہ کونسی چیز ہے جس کی آمیزش سے کلمہ کو بچانا لازم ہے؟ فرمایا کہ دنیا کی محبت، اور طلب، وجستجو، کیونکہ کتنے ہی لوگ ایسے ملیں گے کہ جن کی باتیں سنو تو یوں معلوم ہوگا، گویا پیغمبرانہ گفتگو ہے، اور انکے دلوں میں جھانکو تو عیاری سے بھر پور ہوتے ہیں، پس جو شخص کلمۂ حقہ کو دنیوی یا اپنے ذاتی مفاد کی آمیزش کے بغیر ادا کریگا وہ جنتی ہے۔

ائے بھائی! کامل پیر اللہ کا فقیر، دین اور دنیا کو اکھٹا نہیں رکھ سکتا ! کیوں کہ یہ دونوں سگی بہنوں کی طرح ہیں، شریعت مطہرہ میں دو سگی بہنوں کے ساتھ نکاح ہرگز جائز نہیں ہے ''وان تجمعوا بین الاختین الاماقد سلف''۔

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انہیں خلوت گزینوں میں
افلاک سے ہے اسکی حریفانہ کشاکش
خاکی ہے مگر خاک سے آزاد ہے مومن

چھپتے نہیں کنجشک وحمام اسکی نظر میں
جبریل وسرافیل کا صیاد ہے مومن

(علامہ اقبال)

علم اور پیر کامل:

ارشاد باری تعالیٰ ہے''اَتَامُرُونَ النّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنسَونَ اَنفُسَکُمْ ،، کیا تم لوگوں کو نیکی، اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو، اور خود کو فراموش کردیتے ہو؟ کامل پیر'' عِلمِ انا خیر منہ''یعنی میں سب سے اچھا ہوں، کا علم ہرگز نہیں حاصل کرتا، کیونکہ یہ علم شیطان ہے۔ "وَعَلَّمَ آدَمَ الاسماء کُلَّھَا ،، اور اللہ نے آدم علیہ السلام کو تمام علوم سکھائے.....کامل پیر، ان تمام باطنی علوم حاصل کرتا ہے، جو حضرت آدم کو حاصل تھے۔ اور یہی وہ علوم ہیں جو مسلمان کو تصدیق بالقلب کی طرف رہبری کرتے ہیں! کامل پیر علم دین میں سے علم ضروریات دین کا اتنا ہی علم حاصل کرتا ہے جتنا اس پر فرض ہے۔ رہا فرض کفایہ کا سوال! یعنی جید عالم ظاہر بننا، مفتی ومحدث بننا یہ سب کچھ ان علماء ظاہر پرست پر چھوڑ دیتا ہے جن کو یہ علوم مرغوب ہیں۔ کامل پیر اپنے فرض کفایہ کی ادائیگی کے گرفت سے اس طرح محفوظ بھی ہوجاتا ہے، اور علم اقرار باللسان کے ساتھ علم تصدیق بالقلب کا عالم بن جاتا ہے۔

اقرار باللسان کیا ہے؟

زبانی اقرار ہے اور اقرار علم ہے۔ اسکو علم ظاہر یا علم شریعت کہتے ہیں۔ اس علمِ ظاہر سے اگر انسان مقام ھوالظاہر' تک پہنچ کر'' صفت ظاہر'' کا ''مظہر'' جب تک نہیں بن جاتا تب تک وہ قیل وقال میں الجھ کر رہ جاتا ہے۔ بعض اولیاء اللہ جو اویسی یا تلمیذ الرحمٰن ہوتے ہیں، مثلاً حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ یا حضرت بوعلی شاہ قلند پانیپتی رحمۃ اللہ علیہ یا آج ہمارے دور وعلاقہ کے اعلحضرت عارف باللہ باقی

باللہ، کامل وواصل پیر سید مقبول احمد کشمیری رحمۃ اللہ علیہ آستانہ ھانگل شریف ضلع ھاویری، کرناٹک وغیرھم جیسے کامل اولیاء اللہ بظاہر کسی کامل سے بیعت نہ کر کے بھی مقامِ حقیقت ومعرفت کی انتہاء کو اویسی راہ سے پہنچ جاتے ہیں، کہ جس کے تعلق سے ارشاد گرامی ہے "اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری ،، میرے سچے دوست میری قباء میں ہوتے ہیں میرے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا...... نیز ارشاد گرامی ہے''تخلقوا باخلاق اللّٰہ ،، اللہ کے اخلاق کو یعنی صفات کو پیدا کرو...... کے مصداق صفت' ھوالظاہر' کا مظہر بنکر صفت' ھوالباطن' و''ھوالاول' سے گزر کر' ھوالاٰخر' سے مقامِ آخرت میں پہنچ کر ذات میں ذات کو فنا کرنے کیلئے راہ عشق سے ہوکر ہر مقام سے گزر جاتے ہیں۔ ایسے حضراتِ قدسیہ کا مقام اللہ اور اسکے رسول پاک ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔

کسے نہیں تمنائے سروری، لیکن
خودی کی موت ہو جس میں وہ سروری کیا ہے

علامہ اقبالؔ

حدیث قدسی ہے۔'' اولیائی تحت قبائی لایعرفھم غیری،، میرے عاشق دوست میری قباء میں (پوشیدہ) ہوتے ہیں جنکو میرے علاوہ انہیں کوئی نہیں جانتا۔ سبحان اللہ! اس راہ کے رہگیروں کو مطلق پیر کی ضرورت نہیں ہوتی! کیونکہ یہ روز ازل سے اللہ کے شاگرد ہوتے ہیں! بعض یا اکثریت ایسے اولیاء اللہ کی ہے جو"یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ابْتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیلَۃَ ،، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو...... کے حکم میں رہ کر پیر کامل کا وسیلہ پالیتے ہیں، اور پیر کی عطاء وکرم سے مزید مقامات میں ترقی کرلیتے ہیں۔ کامل پیر وہ ہے جو اپنے مرید کو صفات''ھوالاول، ھوالاٰخر، ھوالظاہر،''ھوالباطن'' کا مظہر بناتے ہوئے راستہ طئے کرواتا ہے ۔یعنی ھوالاول، سے مقام ناسوت یا شریعت میں مکمل پابند بناتا ہے، مقام ناسوت سے ھوالاٰخر، یعنی ملکوت یا طریقت میں لاکر''نَحنُ اَقرَبُ اِلَیہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیدِ ،، ہم بندے کی شہ رگ سے

زیادہ قریب ہیں...... کے مذکور کا عشق عطا کرتا ہے 'ھو الظاہرُ' سے صفت ظاہر کا مظہر بننے کی طرف پیروی کرتے ہوئے ، مقام جبروت یا مقام معرفت میں پہنچا کر خدا کی قدرت کے خزانوں کا مشاہدہ کرواتا ہے۔ 'ھوالباطن' سے مقام لاھوت یا حقیقت میں لاکر شہبازیت کے دو پر یعنی ''جلال وجمال'' عطا کرواکر، بارگاہِ محمدی ﷺ میں حاضری کا شرف دلاتا ہے۔ یاد رہے ان تمام مراتب کی کنجی ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ﴾ ہے۔

انہیں عارفین وواصلین کی شان میں مندرجہ ذیل اشعار پوری غمّازی کرتے ہیں،

یہ اہل فقر ہیں حاضر خدا کیساتھ سدا
مقامِ قرب میں کرتے ہیں حق سے بات سدا
شوق دیدارِ الٰہی میں مگن ہوتے ہیں
یہ عناصر ہی نہیں روح بدن ہوتے ہیں
صاحبِ حکمت و غالب کی ثناء کرتے ہیں
بہر مخلوق یہ راتوں میں دعاء کرتے ہیں

عارف القادریؔ

تصدیق بالقلب کیا ہے؟

مذکورہ بحثِ اقرار باللسان میں تصدیق بالقلب کے مراتب بیان ہو چکے ہیں۔ پھر بھی اے بھائی ! تمہاری تسلی کیلئے کچھ شرح کئے دیتا ہوں۔ پیر کامل کو چاہئے کہ مرید کو اقرار باللسان کی قید سے نکال کر تصدیق بالقلب کے میدان عشق میں رہا کر دے۔ تاکہ مرید مرتبۂِ قلب پر آکر ''رأیت ربی فی قلبی ،، یعنی میں نے اپنے رب کو اپنے قلب میں دیکھا) کے راز و دیدار سے آشنا ہو جائے۔ جیسا کہ ابن ماجہ طبرانی اور بیہقی نے اس حدیث کی تقویت بیان کی ہے بابُ العلم حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ایمان دل سے پہچاننے ، زبان سے اقرار

کرنے اور ارکان پر عمل کرنے کا نام ہے ، اس روایت میں تین چیزوں کے نام کو حقیقت ایمان سے تعبیر کیا گیا؟ کیونکہ کمال ایمان ، جان ایمان ، روح ایمان ان تینوں کو جمع کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔

نیز اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے درمیان فرق و وضاحت کیلئے فرمانِ رسول مقبول ﷺ ہے، حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ: آقا علیہ السلام نے فرمایا بندے کا ایمان اسوقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب (دل) درست نہ ہو! اور دل اس وقت تک درست نہیں ہوتا جب تک اسکی زبان درست نہ ہو جائے ، اور کوئی بھی شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اسکا پڑوسی اسکی اذیت سے محفوظ نہ ہو جائے ،(رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان)

من کی دولت ہاتھ آتی ہے تو پھر جاتی نہیں
تن کی دولت چھاؤں ہے! آتا ہے دھن ، جاتا ہے دھن
من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی راج
من کی دنیامیں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

قلب کیا ہے؟

ہم نے اپنی کتاب ''**اَلعِلمُ نُقطَۃٌ**'' میں واضح کر دیا ہے جسکا جی چاہے کتاب خرید کر پڑھ لے ، اور اس فقیر کو دعائے مغفرت کے ساتھ یاد کرے ، اور اسی تمنا میں میں نے یہ ادنی سی کوشش کا عزمِ مصمم کیا ہے ، اللہ جل شانہ قبول فرمائے۔

تصدیق بالقلب کیا ہے؟ یہ وہی حال ہے جو ہر گز قیل وقال میں سما نہیں سکتا۔ اسکے لئے زبانِ حال چاہئے نہ کہ قال ! اسکے بیان کو گوش حال چاہئے نہ کہ گوش قال ! اے بھائی ! اقرار باللسان تک ماں باپ ہو یا استاد ، کوئی بھی پہنچا سکتا ہے ، جو صرف کلمۂ طیب ''لَا اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ،، ہے اور یہ اقرار کلمہ گو پہ پہلا فرض ہے جو کسی بھی طرح ادا ہو چکا ، اب رہا دوسرا فرض جو کلمہ طیب سے

متعلق ہے، وہ ہے ''تصدیق بالقلب'' اور یہ فرض کلمہ گو کے سر سے کون اتاریگا؟ یا ادا کروائیگا؟ اےئ طالب اللہ! یہ فرض صرف اور صرف کامل پیر ہی ادا کرنے کا سلیقہ وشعور عطا کرسکتا ہے، اسلئے پیر کا کرنا فرض ہے، اگر یہ فرض نہ ہوکر صرف سنت غیر موکدہ یا مستحب ہوتا تو کلمۂ طیب سے متعلق اقرار باللسان والا ایک ہی فرض ہونا چاہئے تھا، تصدیق بالقلب کے فرض کی کیا ضرورت تھی؟ اگر اقرار باللسان ہی کافی ہے یا تھا تو صرف اقرار کے لئے'' لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰه،، کافی تھا، کیونکہ یہ جنت کی کنجی ہے کلمۂ طیب میں ''مُـحَـمَّـدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰهِ،، کی کیا ضرورت تھی؟ اے بھائی! ضرورت ہے! کیونکہ اقرار و تصدیق محمد رسول اللہ ﷺ ہی وہ معمہ ہے، جسکے حل پر ہی تصدیق بالقلب کا انحصار ہے۔ اور دوسرے فرض کی تکمیل کا واحد راز وذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کلمۂ طیب میں دو جملے ہیں ا) ''لَا اِلٰـهَ اِلَّااللّٰه (۲) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ،، اور اس مکمل کلمۂ طیب سے متعلق دو ہی فرض انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔

ذرا غور کر! سرّ لا الہ الا اللہ کے ساتھ اللہ رب العزت، عزت کے لامکان میں ہے، نبی کریم رؤوف الرحیم احمد مجتبیٰ محمد مصطفی ﷺ محمد رسول اللہ کے شرف وعظمت کے ساتھ مکان میں آئے ہیں۔ یہاں اگر کوئی اللہ کا بندہ، اللہ کے دیدار سے مشرف ہونا چاہا یا ''نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ،، ہم بندے کی شہ رگ سے زیادہ قریب ہیں...... یا ''وَفِی اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ،، یعنی وہ ذات باری تعالیٰ تمہاری جانوں میں ہے تم کیوں نہیں دیکھتے؟ کے مراتب تک پہنچنا چاہا تو، اس طالب اللہ کو لامکانی کے دیدار کیلئے لامکان تک ہی سفر کرنا پڑا، یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ ہاں یہ کام ناممکن بھی نہیں، اگر ہم مکان میں صاحبِ مکان محمد رسول اللہ ﷺ کو چشم عشق سے دیکھ کر آپ کی عنایت وعطا سے آگے کا سفر طئے کرسکیں، یہاں یہ نکتہ یاد رہے! صاحبِ لامکانی کو صاحب لامکانی، اور صاحب مکان کو صاحبِ مکان ہی دیکھ سکتا ہے۔ اگر حقیقت میں دیکھنا ہے تو نیک خواب اور مراقبہ کا دروازہ صبح قیامت تک کھلا رہے گا۔ کیا حضرت سیدنا امام الائمہ، سراج الاُمہ، امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام شافعی ، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل رضوان اللہ علیہم اجمعین نے خوابوں میں اللہ کا دیدار نہ کیا؟ چونکہ سچے

خواب اور اسکے مناظر کی بھی حقیقت ہے، عربی زبان میں اسکو رؤیا صالحہ کہتے ہیں: یعنی سچے خواب کا قرآن مجید میں بصراحت ذکر ملتا ہے، اور کئی انبیاء کرام کو بذریعہ خواب، وحی (جو پیغامِ الٰہی ہے) آئی ہے، جیسے بارہویں پارے میں سورۂ یوسف مشہور ہے، جس میں خواب ہی کا تذکرہ ہے، اور حضور علیہ السلام کے خواب بھی قرآن میں ہیں، اسی وجہ سے مطلقاً خواب یعنی رؤیاء صالحہ کا انکار کفر ہے، چونکہ اس سے وحی (پیغام الٰہی واحکام الٰہی) کا انکار لازم آتا ہے۔ اسی لئے حضور آقا علیہ السلام اسی خواب کی اہمیت کو اجاگر فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں 'من رأنی فی المنام فقد رأنی فان الشطان لایتمثل بی ،، جو شخص مجھے خواب میں دیکھا تو بیشک اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا...... اور مزید الفاظ کی تبدیلی کیساتھ یوں فرمان رحمت نشان ہے (جو مژدۂ جانفزا ہے، ان خوش قسمت حضرات کیلئے جنھوں نے خواب میں آپ ﷺ کا دیدار کیا ہو) ''مَنْ رأنی فی المنام فسیرانی فی الیقظة ،، جو مجھے خواب میں دیکھا تو وہ عنقریب بیداری میں دیکھے گا: اور کئی عارفین وعاشقین کے احوال میں انکے خواب وبیداری میں اللہ عزوجل اور حضور ﷺ کے دیدار کا تذکرہ ملتا ہے۔ الغرض اللہ کا دیدار دو ہی طریقے اور راستوں سے ممکن ہے 'خواب ، یا مراقبہ !فھم من فھم ، مراقبہ کا طریقہ، اسکی عظمت واہمیت اور اسکے بیشمار فوائد وثمرات کے حوالہ سے ہماری دیگر کتب کا مطالعہ فرمائیں، مثلاً العلم نقطۃ، صحیفۂ اسرار وغیرہ۔

اےئ طالب اللہ! اسلئے کلمۂ طیب پڑھنے والے پر اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے دو فرائض ہیں جنکے بغیر کلمۂ طیب کا تقاضہ پورا نہیں ہوسکتا! گویا یہاں معلوم ہوا کہ اقرار باللسان سے تصدیق بالقلب کے ساتھ بارگاہِ محمدی ﷺ میں پہنچا کر نبی کریم ﷺ کا صدیق غلام بنانے کا نام پیری مریدی ہے۔

پیری مریدی کیا ہے؟

اے بھائی! پیری مریدی سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ پیر کامل نبی کریم ﷺ کا وفادار غلام وبندہ ہوتا ہے ۔کہ جسکو شرف بارگاہِ نبوی ﷺ کی حاضری یا آنا جانا نصیب ہوتا ہے، اور پیر کامل جسکو چاہتا ہے نبی کریم ﷺ کے غلاموں کی فہرست میں نام لکھوا کر شرف باریابی عطا کروا بھی سکتا ہے۔

کی محمد سے وفا تونے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

علامہ اقبالؒ

رسائی اہل دل کی ہے جہاں تک
خردوالے نہ پہونچیں گے وہاں تک

اے بھائی اس سفر میں یہی راز پوشیدہ ہے ۔نعوذ باللہ! آج کل پیری مریدی چوں چوں کا مربہ بن کر بازاروں میں اتر چکی ہے، بڑے بڑے سلسلوں کے نام پر خرقے ودستار بک رہے ہیں، مریدوں کی تعداد بڑھانے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ پیر ہزاروں میل دور کہیں شیش محل میں آرام فرما رہے ہیں، اور انکے نام نہاد خلفاء ان دیکھے ان سنے غائب پیر کے نام کی بیعت لینے در بدر بھٹک رہے ہیں۔سنو! سنو!! یہ حقیقی پیری مریدی ہرگز نہیں ہے یہ رسمی جھمیلا ہے۔ بلکہ پیری مریدی خالص نبی کریم ﷺ کا وفادار غلام بنانے اور بننے کا نام ہے۔

توجہ مردِ مومن کی ہے کیا شمشیر برہانی
بنادے اک نظر سے تو مجھے منصور کا ثانی
میں اصل وصل کا مرکز ہی بن جاتا تو اچھا تھا
میں منزل کو تری نظروں سے ہی پاتا تو اچھا تھا

عارفؔ القادری

سچے غلام نبی ﷺ کو مرید کہتے ہیں:

اے بھائی ذرا غور کر! جب پیر اور تمام مریدین نبی کریم ﷺ کے وفادار غلام بن جاتے ہیں، تو اس سے بڑھکر شرف وعزت کا اور کیا مقام ہوسکتا ہے؟ کیونکہ یہی اصل ایمان اور جان اسلام ہے اور دوسری تمام عبادتیں ذکر واذکار، نماز وروزہ، حج وزکوٰۃ، تسبیح وتہلیل، تقویٰ وپرہیزگاری، وغیرہ فرع کے درجے میں ہیں "یعنی اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے"۔ عشق رسول ہی حقیقت میں بندگی کا معیار ہے۔ اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

جیسے بخاری اور مسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آقا علیہ السلام کہیں تشریف لے جارہے تھے اچانک ایک بدوی صحابی حاضرِ خدمت ہوکر دریافت کرتے ہیں: یارسول اللہ قیامت کب آئیگی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تم نے اسکے لئے کیا تیاری کررکھی ہے؟ تو وہ صحابی کچھ دیر سکوت کے بعد عرض کرتے ہیں "یا رسول اللہ مااعددت لها كبير صيام ولاصلاة ولاصدقة و لكنّى احبُّ اللهَ ورسولَهُ قال: أنت مع من احببتَ، متفق عليه ، یارسول اللہ! میں نے اسکے لئے زیادہ روزہ، نماز وصدقہ وغیرہ سے اسکی تیاری تو نہیں کی، ہاں مگر ایک بات ہے کہ میں اللہ جل شانہ اور اسکے رسول ﷺ سے شدید ترین محبت رکھتا ہوں" آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسی کے ساتھ رہوگے جس سے تم محبت رکھتے ہو......

کھول کے کیا بیاں کروں سرِ مقامِ مرگ وعشق
عشق ہے مرگِ باشرف، مرگ، حیاتِ بے شرف

علامہ اقبالؔ

اس حدیث پاک کے راوی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہیں، کہتے ہیں کہ میں جس وقت حضور علیہ السلام سے یہ خوشخبری ومژدۂ جانفزا سنا، تو مجھے اتنی خوشی حاصل ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوئی۔ اس میں سرکار علیہ السلام سے عشق اور قلبی تعلق کے انعام کا پتہ دیا جارہا ہے۔ آیئے اس ایمان افروز حدیث پر

کچھ تبصرہ کرنے سے پیشتر اور ایک حدیث سے اسکا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں، تاکہ اس بات کا حق الیقین ہوجائے کہ ایمان واسلام صرف اعمال میں ہے، یا حضور علیہ السلام سے رشتۂ محبت جوڑنے، قلبی اورروحانی تعلق پیدا کرنے میں ہے، بخاری ومسلم شریف کی متفق علیہ حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آقا علیہ التحیۃ والتسلیم مالِ غنیمت تقسیم فرمارہے تھے، کہ ایک شخص نے کہا: کہ آپ عدل کیجئے تو حضور نے برجستہ فرمایا: اگر میں انصاف نہ کروں تو کون کریگا (جسکا نام ذوالخویصرہ تھا) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ ﷺ اجازت دیجئے کہ اس خبیث منافق کی گردن اڑادوں! آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑ دو اسکو جب وہ پلٹ کر چلا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے کچھ ساتھی ایسے ہونگے جنکی نمازوں، اور روزوں کے مقابلہ میں تم اپنی نمازوں روزوں کو حقیر جانوگے۔ مگر وہ دین سے اس طرح نکل جائنگے جس طرح تیر نشانہ سے پار نکل جاتا ہے۔'' اور دوسری روایت میں آپ نے انکی علامتیں بتائی: کہ وہ ہمیشہ سر منڈا کر ینگے، اور پنڈلی کے اوپر تک ازاریں پہنیں گے، ڈاڑھیاں گھنی ہونگی، اور وہ قیامت تک رہینگے۔ اس زمانے میں انہیں خوارج کے نام سے پہچانا جاتا تھا۔ وہی جماعت آج تک پنپ رہی ہے، فی الزمانہ انکے نام بدل چکے ہیں مگر کام وہی کرتے ہیں جوانکو وراثت میں ملا ہے۔ ان دونوں احادیث کی روشنی میں یہ فیصلہ بہت ہی سہل ہوجاتا ہے کہ ایمان کس چیز کا نام ہے؟ تو معلوم ہوا کہ ایمان کا تعلق عبادات سے نہیں بلکہ عشق رسول ﷺ سے ہے۔ اور عشق نبی ﷺ کی غلامی کا شرف خوش نصیبوں کوملتا ہے، وہ ازلی شقی کیا جانے جس کو عشق نبی ﷺ سے کوئی حصہ میسر نہیں۔ اس لئے خانقاہ میں صوفیاء کرام اسی تعلقِ نبی ﷺ اور رشتۂ محبت کے استحکام واستقلال میں لگے ہوتے ہیں کیونکہ وہ بندگان خدا کو علم سے، دلائل وبراہین سے بحث ومباحثہ سے بچاتے ہوئے مراقبہ سے، مشاہدہ سے، عشق وتعظیم وادب سے آقا علیہ السلام کا عاشق ومحبّ بنا کر خدا کا عارف ومخلص بنادیتے ہیں۔

محمد کی محبت دینِ حق کی شرطِ اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اگر ہو عشق، تو ہے کفر بھی مسلمانی
نہ ہو، تو مردِ مسلماں بھی کافر و زندیق اقبالؔ

جو تیرے در سے یار پھرتے ہیں
در بدر یوں ہی خوار پھرتے ہیں
اور نہ تم پر میرے آقا کی عنایت نہ سہی
ظالمو! کلمہ پڑھانے کا بھی احسان گیا
اعلیٰحضرت

یہاں کون غلام مصطفیٰ ﷺ چاہیگا! کہ شرف غلامی پر دنیاء مردار کو ترجیح دے؟ یا کون غلام مصطفیٰ ﷺ چاہیگا کہ حصولِ دنیا کے لئے شرف غلامی بیچ دے؟ کون ایسا غلام مصطفیٰ ﷺ ہوگا جو دوسرے غلام یعنی اپنے بھائی کو طرح طرح کے تاویل وبہانے کیساتھ لوٹنا گوارہ کریگا؟ یاد رہے! جب ایک کتا دوسرے کتے کا گوشت بھی کھانا گوارہ نہیں کرتا، تو ایک غلام نبی ﷺ دوسرے غلام نبی ﷺ کو کیسے لوٹنا پسند کریگا! پھر بھی اگر اس کو جائز بنا کر لوٹا تو وہ نہ پیر بن کر غلام نبی ﷺ کی حیثیت کو برقرار رکھ سکتا ہے! نہ مرید کر مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل کرسکتا ہے۔

اے بھائی! یہ پیری مریدی خاندانی، موروثی یا آبائی جاگیر نہیں، بلکہ خالص نبی کریم ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل کرنے کیلئے سر کی بازی لگا دینے کا نام ہے۔ اور یہ کام انکا ہے جو عشق نبی رکھتے ہیں نہ کہ صرف علم نبی ﷺ۔

جلیل آساں نہیں آباد کرنا گھر محبت کا
یہ انکا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہیں

سچے غلام اور عاشق رسول ﷺ کی زندگی حدیث پاک ''من احبَّ شیاً اکثر ذکرہ،، جو کسی چیز سے محبت کرتا ہے تو اسکا بار بار ذکر کرتا ہے...... کے موافق ہمیشہ اسی محبوب کے تصور

وخیال میں سرشار گذرتی ہے۔

فرمان خدا تعالیٰ ہے "انما المؤمنون اخو ۃ "،مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں ......اور نیز ارشادنبوی ﷺ ہے "المسلم اخو المسلم"، ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے ...... ذراغور کر ! کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کوثواب وجنت کی لالچ دے کر کیسے لوٹ سکتا ہے؟ تجھے کیا پڑی ہے کہ تو جنت اور جہنم کے الجھڑے میں الجھے، تو سیدھے سیدھے کسی کامل غلام مصطفیٰ ﷺ کا دامن پکڑ کر اپنے آقا ﷺ کے غلاموں میں شامل کیوں نہیں ہو جاتا؟

پیرِ کامل یعنی غلامِ نبی ﷺ کیا کرتا ہے ؟

اے برخوردار ! کیا تونے املی کا بیج دیکھا ہے خشک وبیجان، لاوارث کی طرح تیری ٹھوکروں میں پڑا ہے، ذرا اٹھا کر تو دیکھ وہ کیا ہے؟ نہیں نظر آتا تو عزت کیساتھ ذراسی نمناک مٹی میں چھپادے، چند دنوں میں وہی بیج جسکو تونے زمین میں چھپایا تھا! ایک ننھا سا پودا بنکر باطن سے ظاہر میں آئیگا! اور چند مہینے محبت اوراخلاص سے تواس کی سینچائی کر، اور دیکھ! کہ اب وہ ننھا سا پودا نہیں، وہ ایک تناور وقد آور درخت بن چکا ہے! جب اسکے پھلنے پھولنے کے دن آچکے ہونگے، چند ہی دنوں میں ہری بھری پتیوں کے جھرمٹ میں پھولوں کے خوشے نظر آرہے ہونگے۔اورانکی خوشوں سے املی کے ہزاروں بوٹے پیدا ہونگے۔ان ہزاروں بوٹوں سے لاکھوں بیج ایسے ہی پیدا ہونگے جیسا کہ وہ پہلے اپنی اصلی ہیئت وماہیئت کے ساتھ تھا !اللہ اکبر: اس قدرت کے کارخانے میں بیج حیران ہوکر چلاتا ہے، واللہ !ایک میں بھی مَیں تھا، ہزاروں میں بھی میں ہوں "انا انت و انت انا "، تو میں ہوں میں تو ہے!

اے برخوردار !اس مثال کی حقیقت پر تو ذراغور کر کہ تو جوروزانہ جوار، چاول، گیہوں، دال ،مونگ، سبزی، مٹر، وغیرہ کھا کر اپنے جسم وصحت پر ناز کر رہا ہے ! کیا کبھی تونے غور کیا ہے کہ ایک وقت کے کھانے میں تو کتنے کھیت وکھلیان کھا گیا؟ اس طرح تو دن میں تین چار بار کھاتا جارہا ہے۔"اِنَّ

اللّٰہَ یَـرزُقُ مَـنْ یَشَـاءُ بِغَیـرِ حِسَـاب "، اللہ عزوجل جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے اے بھائی ذراغور کر! کہ یہ چار انگل کا پیٹ بھی کیا چیز ہے کھیتوں کی کھیتیاں چٹ کر جاتا ہے اور ڈکار بھی نہیں لیتا۔

کامل پیر! ایسے بے ترتیب، بے مروت وپاپی پیٹ کوصرف لقمۂ حلال مہیا کرتا ہے یا نصیحت کرتا ہے کہ لقمۂ حلال سے اپنے تن کی پرورش کرے۔نماز پڑھواتا ہے تاکہ پیٹ لقمۂ حلال کوقبول کرنے کے لائق ہوجائے ! روزہ رکھواتا ہے تاکہ لقمۂ حلال سے وہ نور حاصل کرسکے جو بھوک میں پیدا ہوکر مسلمان کوایمان کے مرتبہ پر پہنچاتا ہے۔زکوۃ ادا کرواکر چار عناصر کواطاعت وفرمانبرداری پر تیار کرواتا ہے ! حج کرواکر مشقت سے وزن کو ہلکا پھلکا بنا کر مرید کواس قابل بنادیتا ہے، کہ وہ بڑی سرعت کیساتھ سات پھیروں میں سات آسمانوں کی سیر کرسکے۔ جو ہلکے پھلکے تھے وہ راہ سے گزر گئے اور بھاری بھرکم راہ میں رہ گئے۔ (حدیث پاک)

پیرِ کامل کا فرض کیا ہے ؟

اے بھائی ! کیا تو جانتا ہے تیری حقیقت کیا ہے؟ تو ایک ایسا کیڑا تھا جو آنکھوں کونظر نہیں آتا تھا اچھلتے کودتے ناپاک پانی کے ایک قطرے میں چھپ کر شکم مادر میں منتقل ہوا، وہاں تجھے خدا کی قدرت کا ایک نہیں نظر آنے والا ذرہ میسر آگیا جسکو طبی زبان میں (ہارمون) کہتے ہیں۔ پھر تو ایک ذرے کے سہارے شکم مادر کے بچہ دانی میں جمے ہوئے خون کو اپنی غذا بنا کر استعمال کرتے ہوئے منظّم ایک صورت یا شکل اختیار کرلیا۔اور جب اللہ نے چار مہینے دس دن میں جان ڈالی تو تو گرم پانی میں اوندھا لٹک کر ہلچل مچا تا رہا! جانتا ہے تیری اصل یعنی اس کیڑے یا(gean) میں کیا پوشیدہ تھا ؟ اے بھائی ! بظاہر ایک چھوٹا سا کیڑا تھا مگر وہ اپنے اندر اپنے باپ کی عقل سے عقل، علم سے علم، وفا سے وفا، حیاء سے حیاء، ایمان

سے ایمان، انسانیت سے انسانیت ،شرافت سے شرافت ، بیماریوں سے بیماریاں (جسکو heridetry کہتے ہیں) خیالات سے خیالات ،فکر سے فکر ،سب کچھ لئے ہوئے ہوتا ہے۔اور جب ماں کی بچہ دانی میں 'ایک تنکے کے سہارے' تو جب پھلنے پھولنے لگا اور عناصر واعضاء قبول کرنے لگا: تو یہاں بھی تو نے ماں کے سر سے سر، دماغ سے دماغ ،عقل سے عقل ،سوچ سے سوچ ،فکر سے فکر ،دل سے دل ،کلیجہ سے کلیجہ ، پھیپھڑے سے پھیپھڑے ،گردے سے گردے ،اخلاق سے اخلاق ،کردار سے کردار ، حیا سے حیا ، وفا سے وفا ،غیرت سے غیرت ،شرافت سے شرافت ،جسم سے جسم ، بیماریوں سے بیماریاں ،صورت کے لحاظ سے تو والدین میں خواہ وہ ماں کی ہو یا باپ کی یا طرفین میں سے کسی ایک کی صورت میں نمودار ہوا۔ اے بھائی ذرا غور کر! اگر ماں باپ دونوں وفادار نبی کریم ﷺ کے غلام ہیں تو فبھا تو بڑا خوش نصیب ہے،'' کہ تو ہوگا تو باپ جیسا ہوگا یا ماں جیسا'' دونوں صورتوں میں نبی کریم ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل ہوگا!

اور اگر معاملاتِ مادر وپدر اس حقیقت کے برعکس ہیں! یا ماں پرہیز گار متقی صالح ہے اور جسکو نبی کریم ﷺ کی غلامی کا شرف حاصل ہے، اور باپ بالکل غیر شرف یافتہ خالص دنیا کا پرستار ہے، یا باپ پرہیزگار نبی کریم ﷺ کا غلام ہے، اور ماں نری دنیا دار اور دنیائے مردار کی طلبگار ہے تو کیا ہوگا؟ یا ماں باپ دونوں ہی خالص دنیا دار و دنیائے مردار کے طلبگار و شیدائی ہیں، تو تجھ میں بھی وہی سب کچھ آئیگا جو ماں باپ میں موجود ہے! وہی ناپاکیاں ، پلیدیاں تجھ میں بھی بخوبی موجود رہیں گی ، جو تیرے ماں باپ میں موجود ہیں! وہی عقل رہے گی وہی علم وعمل رہیگا، وہی سوچ وفکر رہے گی وہی بیماریاں رہینگی جو تیرے ماں باپ میں موجود رہے ہیں!

اولاد والدین کی زندہ تصویر ہوتی ہے:

اب بتا! محض زبانی اقرارِ کلمہ تیرے کس کام کا؟ تو نے بظاہر کلمہ تو پڑھ لیا، اور بظاہر مسلمان بھی ہوا ،مگر کام تو وہی کر رہا ہے جو ورا ثت میں تجھے تیرے ماں باپ سے ملے ہیں! اب تو خود غور کر! کہ تو قول سے تو مسلمان ہے، مگر فعل وعمل سے تو خود کیا ہے؟ اس صورت کو فتوے کی زبان میں کیا کہتے ہیں؟ تو خود فتویٰ دے لے کیونکہ تو خود علم رکھتا ہے۔ واللہ! کتنا بھیانک مسئلہ ہے! اسکو کون حل کرسکتا ہے؟ کہاں جائیں ! کدھر جائیں؟

خداوندا یہ تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے، سلطانی بھی عیاری — علامہ اقبالؒ

یہ حقیقت ہے یہ کوئی اس فقیر کے ذہن کی اُپج یا اختراع نہیں ہے، بلکہ آج کل کی ماڈرن سائنس اور سائنس دان بھی اسکو تسلیم کر چکے ہیں۔ اب جسکا جی چاہے کسی ڈاکٹر سے رجوع کر کے تسلی کر لے۔ اور پوچھے کہ ماں باپ کے تمام عقل وافکار ،صحت وبیماریاں ،عناصر واعضاء ، اور صورت وشکل کا آئینہ کیا بچہ ہوسکتا ہے؟

اس مسئلے کا حل کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''مرید اپنے شیخ کے ہاتھوں میں بالکل اس طرح ہوتا ہے جیسے میت غسل دینے والے کے ہاتھ ہوتی ہے،، اے بھائی! جس طرح غسّال میت کو بظاہر غسل دے کر پاک کر کے اس قابل بنا دیتے ہیں، کہ اسکا جنازہ آگے رکھ کر نماز پڑھی جائے۔ بالکل اسی طرح کامل پیر اپنے مرید کو اپنی غلامی میں لینے کے بعد تصورِ شیخ کے ذریعہ غسل دینا شروع کرتا ہے، اور اپنے مرید کو جو ماں باپ سے ورثہ میں ملا ہے اگر وہ پلید وناپاک ہے تو اس نجاست کو ''اِسمُ اللہ ذات'' کے صابن سے دھو کر اس قدر

پاک وصاف کردیتا ہے کہ وہ کلمئہ طیب کے انوار واسرار کو اپنے باطن میں ملاحظہ کرسکے۔ اے بھائی! کامل پیر اپنے مرید کے ساتوں اعضاء کو عناصر کی پلیدی سے، نفس کی نجاست سے، ابلیس کی خباثت سے، پاک کرکے اللہ ورسول ﷺ کی غلامی کا شرف دلا کر مرتبہءِ انسانیت پر فائز فرماتا ہے۔ ایسے کامل انسان کا وجو دخواہ کہیں بھی ہو، اس جگہ اور جگہ والوں کو پاک کردیتا ہے۔ اس لئے کہا گیا ہے ''گرو بن گیان نہیں ملتا'' اے بھائی! جب ایک عام آدمی کو کوئی کامل پیر مقامِ انسانیت پر لاتا ہے، تو وہ سکھ شانتی امن وسکون کا علمبردار بن جاتا ہے۔ اور یہاں ''کُونُوا مع الصَّادِقین'' ''تم سچوں کے ساتھ رہو کا تقاضہ پورا ہو جاتا ہے......

اب بتاؤ! کہ اس دلدل سے اگر کوئی انسان نکلنا چاہے تو کس طرح نکل سکتا ہے؟ کیا صرف اقرار باللسان یا زبانی اقرار کلمئہ طیب اسکے لئے کافی ہے؟ ہاں کافی ہے اس اقرار سے قاری کا ظاہر پاک ہوگیا، ابھی باطنی کثافت یا نجاست باقی ہے، وہ تو صرف اور صرف تصدیق بالقلب سے ہی دور ہوسکتی ہے۔ اور یہ تصدیق بالقلب والے اشخاص مردانِ خدا ہی تو ہیں۔ اگر ہم باطنی کثافتیں یا باطنی بیماریوں کو دور کرنیکے لئے باطنی کامل اطباء کے پاس نہ جائیں تو اس کا علاج کیسے ممکن ہے؟ بیماری لاعلاج ہے تو ڈاکٹر یا طبیب کے پاس جانا فرض ہو جاتا ہے، ورنہ بغیر علاج یا دوا، دارونہ کرتے ہوئے مرگیا تو گنہگار ہوگا! بالکل اسی طرح ہر انسان پر فرض ہے کہ باطنی نجاست وکثافت اور امراض کو دور کرنے کے لئے کامل طبیب باطنی سے رجوع کرکے اسکے بتائے ہوئے نسخہ جات پر عمل کرے۔ ورنہ ہلاک ہوجائیگا!

اے بھائی! جب مذکورہ تمام غلاظت اور بیماریوں کا علاج صرف تصدیق بالقلب سے ممکن ہے تو آخر یہ لوگ ایسے کامل اطباء کے پاس جا کر شفایاب کیوں نہیں ہوتے؟ تاکہ دین ودنیا میں سرخرو ہو جائیں۔ للہ اے نادان انسان! ذرا غور کر کہ دورِ حاضر کس قدر جنسی بے راہ روی کا شکار ہے، جدید تکنیکی نظام انسان کو انسان نما حیوان بنا تا جارہا ہے! جدید سہولتوں کے نام پر یا ٹی وی، کیمپوٹر، اور انٹرنٹ کے بازار کے نام پر، عیاشیوں کے اسباب اور نسخہ جات فراہم کئے جارہے ہیں۔ فیشن کے نام پر بے حیائی کا مظاہرہ

کیا جارہا ہے، برائے نام لباس کے نام پر عورتوں کو ننگا کیا جارہا ہے! حقوق انسانی کے نام پر عورتوں کو مردوں کے شانہ بشانہ کیا جارہا ہے، یہ کیسے ممکن ہے کہ آگ میں تیل ڈالیں اور تیل سلامت رہے! یہ بالکل فطرت کے خلاف ہے۔ صرف آگ ہی آگ رہ جائے گی، یعنی جنسی آگ!

اے بھائی! فرض کر کہ اس سینما زدہ، ٹی وی زدہ، ماحول میں مرد سینما، یا ٹی وی دیکھے اور اسے کوئی تیکھی اداکارہ پسند آجائے تو یہی نظریہ پڑوس میں، خاندان میں یا بازار یا کالج میں کام آجاتا ہے اور لو (love) کے نام پر فحاشی کا پہلا سبق کسی کے پڑھائے بغیر انسان خود پڑھ لیتا ہے۔ بالکل اسی طرح کسی بھی جوان لڑکی کے ساتھ معاملہ پیش آسکتا ہے انجام کار (لومیرج) بھی ہوسکتی ہے۔ انسان آخر انسان ہے کے نام پر وہ حیوان بننے لگتا ہے۔ رفتہ رفتہ جب گھریلو بیوی سے جی بھر جاتا ہے، تو وہ غلط جگہوں پر منہ مارتا پھر تا ہے، یا اگر اتنی حیثیت نہ رہی تو رات کی تنہائی میں جب وہ بیوی کے ساتھ ہوتا ہے، تو اندھیرے خیالوں میں وہ بیوی کے ساتھ نہیں ہوتا، اسی کے ساتھ ہوتا ہے جسکو وہ پسند کرتا ہے، خواہ وہ فلمی ہیروین ہو، خواہ پڑوسی یا بازاری ہیروین، قابل غور فطری نکتہ ہے کہ یہی معاملہ اسکی اپنی بیوی کے ساتھ بھی پیش آسکتا ہے، بظاہر اندھیرے کمرے میں وہ اپنے شوہر کے ساتھ تو ہوتی ہے، بباطن یعنی خیالوں میں وہ اسکے ساتھ ہوتی ہے جسکو وہ ٹی وی، سنیما، سیریل یا پڑوس میں پسند کرچکی ہے!

اے بھائی! ذرا جنسی وفطری جذبات کے تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کر! اور سوچ کہ ایسے میاں بیوی جب ایسی سوچ لے کر ایک دوسرے سے مواصلت یا مباشرت کر رہے ہوں، تو خدانخواستہ اگر حمل قرار پایا! بچہ بظاہر تو ماں باپ کا ہی نمونہ ہوگا، مگر باطناً کسی اور کا ہوگا؟ یعنی اسی کا ہوگا جسکو وہ خیالوں میں پسند کرچکے ہوتے ہیں۔ اور ایسا بچہ ماں باپ کی جنسی بے راہ روی اور غلط سوچ کا نمونہ نہ ہوگا تو اور کیا ہوگا؟ ایسا بچہ اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اگر جوان ہوگا، تو بالکل وہ ویسا ہی ہوگا جیسی ماں باپ کی سوچ تھی۔ للہ! یہ بھی بتائیے کہ اس میں بچہ کا کیا قصور! قصور تو ان ماں باپ کا ہے جنہوں نے خیالی زنا کیا! غور کرو کہ اس طرح باطنی زنا کے پتلے کو اگر پاک کر کے انسان بنائے تو کون بنائے؟ اے بھائی! یہ کام پیر کامل کا ہے کہ

ایسوں کو بھی وہ پاک کر کے نجات کا حقدار بنادیتا ہے۔

اۓ سالک الی اللہ! اسلام ہی وہ مذہب ہے جو انسان کو مکمل انسانیت کا درس دیتا ہے! خیالات کو پاکیزگی دیتا ہے، سوچ کو مقدس نور دیتا ہے! ذہن کو اطمینان بخشتا ہے، عقل کو اخلاق وحیاء دیتا ہے! حرام وحلال میں تمیز کا سبق پڑھاتا ہے، حق وباطل کا فرق نمایاں کرتا ہے۔ اسلئے مباشرت کے آداب واوقات کے تعلق سے نبی کریم ﷺ نے بالکل واضح فرمادیا: اور یہاں تک کہد یا گیا کہ جب تم اپنی منکوحہ کے قریب جاؤ تو باوضو جاؤ، اور بسم اللہ ودعاء کے ساتھ مواصلت کروتا کہ شیطان وسوسے پیدا کر کے اس فعل میں شامل نہ ہوجائے، تاکہ تمہاری اولاد صالح پیدا ہو۔ انسانی تاریخ پر نظر ڈالیں، تو اکثر انبیاء کی اولادیں انبیاء ہوئی ہیں، اولیاء کی اولادیں اولیاء ہی ہوئی ہیں، غیر اولیاء کی اولادیں غیر اولیاء ہی ہوئی ہیں، یعنی جیسے ماں باپ ویسے بچے ہوتے ہیں۔

باپ کا علم اگر بیٹے کو نہ ازبر ہو
پھر پسر قابل ِ میراثِ پدر کیوں کر ہو

اۓ برخوردار! اب فیصلہ کر کے خود بتا! خالص اسلامی تعلیمات پر مکمل عمل، اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کے ساتھ آخر کون کرواسکتا ہے؟ کیا صرف اقرار باللسان والا؟ یا اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب کا عامل؟ ہاں اقرار وتصدیق کا وہ عامل ہی کرواسکتا ہے جسے پیر کامل کہتے ہیں۔ اور انسان کو نجس پلید حالات وخیالات سے نکال سکتا ہے، تو وہ صرف اور صرف پیر کامل ہے۔ یادرہے! اسلام کو فروغ صرف تقریروں سے، تحریروں سے، نعتوں سے، جلوس وجماعت سے، نہیں حاصل ہوا ہے، بلکہ کاملین کے کردار سے، افکار سے، اخلاق سے، عادات واطوار سے، درس انسانیت سے، خلوص واخلاص کی عظیم برکتوں سے، علمی وعملی قربانیوں سے، خدمتِ خلق کے گہرے جذبات سے میسر آیا ہے۔

نہ کتابوں سے نہ کالج کے در سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

آج کا ہمارا اسلام بھی ہمارے ان اسلاف کی قربانیوں کا آزاد نتیجہ ہے۔ جو آج کل تقریروں اور تحریروں میں مقید ہو چکا ہے۔ کاش کہ آج کا مسلمان بھی اپنے اسلاف کے نقش قدم سے نہ ہٹا ہوا، نہ بھٹکا ہوا ہوتا، تو آج ہمیں برائے نام دین کے ساتھ یہ دن دیکھنا نہ نصیب ہوتا!

صفحہء دہر سے باطل کو مٹایا کس نے؟
نوعِ انسان کو غلامی سے چھڑایا کس نے؟
میرے کعبہ کو جبینوں سے بسایا کس نے؟
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے؟
تھے تو وہ آباء تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو؟
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو!

مرید کیوں ہونا چاہئے :

اۓ بھائی! مذکورہ مضامین کی تفصیل کے بعد جو نتائج سامنے آتے ہیں، ان سے نپٹنے کے لئے یا رہائی پانے کے لئے کسی کامل پیر کا مرید بننا واجب ہوجاتا ہے۔ لہٰذا! جب کوئی کامل پیر کا مرید ہوجاتا ہے تو وہ اپنے پیر کے ہاتھ میں اس املی کے بیج کی مانند ہوجاتا ہے، جس کی مثال ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ یعنی مرید مرشد کامل کے ہاتھ میں اب اس املی کے بیج کے مانند ہوتا ہے، جس میں شاخیں، پتیاں، پھول بے شمار پھل اور بیج پوشیدہ ہوتے ہیں۔ یعنی مرید خود ایک بیج ہے تو اسمیں اپنے جیسے کروڑوں اربوں بیج بننے کی صلاحیت والے زرات موجود ہیں۔ تو پیر کیا کرتا ہے؟ کامل پیر مرید کو ہی نہیں بلکہ اسکی آنے والی نسلوں کو بھی طیب وطاہر کردیتا ہے۔ اور یہ راز ''اسم اللہ ذات'' کے تصور میں پوشیدہ ہے۔ اۓ بھائی ذرا غور کر! اگر ایسے پیر کسی کو میسر آئیں اور وہ نسلیں طیب وطاہر نہ ہوں، تو یہ کیسے ممکن ہے کہ صحیح علاج کیا جائے اور صحت حاصل نہ ہو؟ یہ تاثیر نسل درنسل چلتی رہتی ہے۔ اور اس وقت یہ تاثیر ختم ہوجاتی ہے جب دنیائے مردار سے کوئی نسل آلودہ ہوجاتی ہے۔ اسلئے پیر کا کرنا بھی فرض ہے مرید ہونا بھی فرض ہے۔

بیعت کیا ہے:

پہلے بیعت کا لغوی معنیٰ پیش کرتا چلوں ''بیعت'' بیع سے مشتق ہے۔ بیع کے اصل معنی خریدنے ،اور بیچنے کے ہیں اور یہ کلمہ اپنے وسیع مفہوم کے اعتبار سے کئی معنوں میں مستعمل ہے۔ نیز بیعت یا مبایعت کے لغوی معنیٰ عہد و پیمان کے آتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ بیعت کرنے والا سب کچھ مرشد کے حوالے کر کے ان سے فیض مول لیتا ہے۔ بیعت کے مترادف الفاظ پکا عہد اور میثاق معاہدہ، وعدہ ہیں۔ اور اسی طرح قرآن پاک میں بیعت مبایعتہ، عہد، وعدہ اور میثاق کے سارے الفاظ ایک ہی مطلب ادا کرنے کے لئے مختلف مقامات پر استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً تمام انبیاء اکرام مرسلان عظام سے عہد لیا گیا کے اپنے بعد آنے والے آخری نبی ورسول اللہ ﷺ کی تصدیق اور معاونت کی جائے الغرض بیشمار مقامات پر یونہی استعمال کیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ''یَا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللہَ وَابْتَغُوا اِلَیہِ الوَسِیْلَۃَ وَجَاھِدُوا فِی سَبِیلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفلِحُونَ،، اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اسکی طرف وسیلہ تلاش کرو اور جدو جہد کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ......اے برخوردار! اللہ رب العزت کے فرمان کے مطابق وسیلہ تلاش کرتے ہوئے اپنے نفس کے خلاف جہادِ اکبر کر کے فلاح پانیکا نام بیعت ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے ''رجعنا من الجھاد الاصغر الی الجھا د الاکبر،، یعنی ہم جہاد اصغر (چھوٹا جہاد) سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کرتے ہیں......اے بھائی! انسان اور انسان کے درمیان حق و باطل کے نام پر معرکہ آرائی ہوتی ہے اسے جہاد اصغر کہتے ہیں، مگر اپنے باطنی دُشمن نفس امارہ کے خلاف جنگ کرنے کا نام جہاد اکبر ہے۔ لھذا یہ جہاد اکبر ہر مومن پر فرض ہے، تا کہ اہل ایماں اس نفس نامی مشرک کو ختم کر کے وحدہ لاشریک لہ کا تقاضہ پورا کر سکیں۔

مذکورہ آیت پاک میں وسیلے سے مراد پیر کامل ہے، اور پیر کامل کے دستِ حق پرست پر نفس کے خلاف جہاد کرنے کے عہد کو بیعت کہتے ہیں، اور مرید جس وقت بیعت کرتا ہوتا ہے، وہ پیر کامل کا ہاتھ نہیں ''ید اللہ فوق ایدیھم ''یعنی اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے ۔ارشاد اللہ عزوجل بر بیعتِ بے مثل ''اِنَّ الَّذِینَ یُبَا

یِعُونَکَ اِنَّمَا یُبَایِعونَ اللہَ یَدُ اللہِ فَوقَ اَیدِیھِمْ فَمَنْ نَکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ عَلَیہُ اللہُ فَسَیُوتِیہِ اَجراً عَظِیماً، پ ۲۶ ،سورہ فتح، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت انکے دست مبارک کو اپنا دستِ رحمت فرمایا، اور حضور سے عہد شکنی وعہد سازی کی نسبت کو اپنی طرف منسوب کیا، ایسے ہی شخص کو پیر کامل کہتے ہیں، کہ جسکا ہر عمل و فعل درحقیقت عملِ الٰہی وحکمِ الٰہی ہوتا ہے۔ اور یہ بھی تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ عہد و وعدہ جو تم میرے حبیب سے کر رہے ہو، تو اس عہد کے وفا کرنے والے کو بے انتہاء اجر و لازوال نعمتوں سے سرفراز کیا جائیگا! اور اس سے منحرف وروگرداں شخص کو بے وفا خسر الدنیا والاٰ خرۃ قرار دیا جائیگا۔ بیعت کیا ہے؟ کسی کامل پیر کی طرف دل کے ارادے کے ساتھ رجوع کرتے ہوئے ماسوی اللہ سے توبہ کرنے کا نام ہے۔ بیعت کیا ہے ؟ پیر کامل کے ہاتھ پر تن، من، دھن کیساتھ بک جانے کا نام بیعت ہے۔ یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے اگر کوئی مرید صادق پیر کے ہاتھ پر بک گیا، یا پیر نے خرید بھی لیا، تو بدلے میں اسے کیا ملا؟ یا کیا ملنا چاہئے؟ مرید بہ معنی صاحبِ ارادت خدا ہے ! طالب بمعنی طالب اللہ ہے! تو خریدنے والے پیر کو چاہئے کہ اسکا ارادہ یا اسکی طلب اسوقت تک یا جب تک کہ وہ ''وماتوفیقی الا باللہ'' اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا......کے مقام پر آکر خود کو بیچنے کے بعد عشق خرید نہ لے۔ ورنہ یہ جو تصوف کی کتابوں میں عام تحریریں ملتی ہیں، کہ پیر وہ ہے جو مرید کا ہاتھ پکڑ کر یا پکڑتے ہی اللہ تک پہنچا دے۔ یہاں یاد رہے! ظاہر پیر معالج کی مانند ہوتا ہے، اس راہ میں پیش آنے والی ہر تکلیف کا علاج کرتا ہے! تو وہ پیر کون ہے جو ہاتھ پکڑتے ہی اللہ تک پہنچا دیتا ہے؟ اور جسکا تصور راہ فنا میں شرک بھی نہیں، وہ پیر اے بھائی تیرے ہی اندر ہے جو تیرے ظاہری پیر کا ہو بہو ہے، اگر تو اس رمز کی تفصیل چاہتا ہے تو ہماری کتاب ''**اَلعلمُ نقطۃٌ**'' کا مطالعہ کرلے۔ مخلوق سے توبہ کر کے غیر مخلوق کو مخلوق سے نکال کر یعنی وَحدہُ لاشریک کی طرف رجوع کرنیکا نام ہے۔ بیعت کیا ہے؟ خود کو خود سے نکال کر پیر کی ذات میں فنا کرنے کا نام بیعت ہے۔ اور اس مقام پر اس حدیث پاک کی مصداق پیر کا دیکھنا اللہ کا دیکھنا ہو جاتا ہے۔ یعنی پیر کا پانا اللہ کا پانا! پیر کا یاد کرنا اللہ کا یاد کرنا ہوجاتا ہے

!اور پیر میں فنا ہونا، اللہ میں فنا ہونا ہو جاتا ہے! ارشاد نبوی ﷺ ہے "فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ ،، یعنی دانا کا کام دانائی سے خالی نہیں ہوتا۔

حقیقت کا انکشاف:

اے بھائی! بیعت کرنا یا مرید ہونا کیا ہے؟ پیر کے ہاتھ پر ماسوی اللہ سے توبہ کرکے اللہ ہی کی جانب رجوع کرنے کا نام ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوابِینَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِینَ" بیشک! اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک وستھرے رہنے والوں سے محبت کرتا ہے، معلوم ہوا کہ مرید ماسوی اللہ سے توبہ کرکے طیب وطاہر ہوکر اللہ کی محبت کا حقدار ہو جاتا ہے۔

اے بھائی! آج کے ریاکار، نمائش زدہ ماحول میں حق کی بات کرنا ایک تو انتہائی دشوار ہو چکا ہے، دوسرے اس کڑوے زہر کو پینا بہت کم لوگ پسند کرتے ہیں "اَلحق مرٌّ ولو کان درٌّ" حق بات بری لگتی ہے گرچہ وہ مفید ونفع بخش ہو......اب کیا کریں! کہ لوگوں نے اگر صرف رسم نبھانے کے نام کو پیری ومریدی سمجھ رکھا ہے، یا بے علم وعمل قصہ خوانی کا نام پیری مریدی رکھ لیا ہے، اور حق کو قبول کرنے کا مادہ ہی نہیں رہا، تو یہ انکی اپنی بدنصیبی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے "یَھْدِیُ اللّٰہُ لِنُورِہٖ مَنْ یَّشَآءُ" اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی جانب راہ دیتا ہے......اور وہ لوگ جو اللہ والے ہیں حق کا پیغام صاف صاف پیش کرتے ہوئے ہر الزام سے بری رہکر صبح قیامت تک **اللہ اللہ** کرتے رہیں گے، چونکہ یہ لوگ فرمانِ الٰہی "لَا یَخَافُونَ لَوْمَۃَ لَائِمٍ" یعنی وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوف زدہ نہیں ہوتے......کے مطابق بے باکانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ حق بات کرنے سے کبھی نہیں چوکتے۔۔ تاکہ انکے دم قدم سے بے قصور بچے پرہیز گار انسان اور حیوان اس زمین پر زندہ رہ سکیں، انہی اللہ والوں نیکوکار پرہیزگاروں کی نسبت ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَالَّذن آمنوا اشدُّ حبًّاللہ"] **یُحبھم ویحبونہ اَذِلۃٍ علَی الْمؤمنین اَعِزۃٍ علَی الْکافرینَ یُجَاھِدُونَ فِی سَبِیلِ اللّٰہِ' سورئہ مائدہ پ۶**) اور جو ایمان

والے ہیں اللہ سے شدید ترین محبت (سچا عشق) کرتے ہیں] اللہ انہیں چاہتا ہے اور وہ اللہ کو چاہتے ہیں مسلمانوں پر نرم اور کافروں پہ سخت، راہ الٰہی میں جہاد کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ "فَاِنَّکَ لَا تُسمِعُ الْمَوْتٰی ،، پس آپ مردے کو سماعِ قبول سے نہیں سنا سکتے (جس میں کافر مخاطب ہیں کہ انہیں آپ کی نصیحت اثر نہیں کرتی)۔ نیز فرمانِ الٰہی ہے "صُمٌّ بُکمٌ عُمیٌ فَھُمْ لَا یَرْجِعُونَ،، وہ گونگے، بہرے اور اندھے ہیں پس وہ رجوع نہیں کرتے حق بات کی طرف ......اے بھائی! نفسِ یہود کی چنگل سے وہی آزاد ہو سکتا ہے جس میں حق کو قبول کرکے عمل کرنے کا مادہ بدرجۂ اتم موجود ہو! حق قبول کرنے والے اللہ کے ازلی سعید بندے حق ہی کہیں گے، حق ہی کریں گے، حق پر ہی جئیں گے، اور حق پر ہی مرینگے! ارشاد ربانی ہے "وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِینَ یَمْشُونَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ﴾ رحمٰن کے وہ بندے جو فرش پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں، اور جب ان سے جاہل لوگ مخاطب ہوتے ہیں، تو وہ سلام کہتے ہیں۔ اے بھائی! ان باتوں کو وہی قبول کریگا جس میں اللہ نے عقل سلیم رکھی ہو! لھذا تمھیں چاہیئے کہ تم اہل سنت والجماعت کے اتفاق واتحاد کے لئے کام کرو۔ اس راہ میں اگر جاہل لوگ جاہلانہ خطاب کریں تو انتہائی سنجیدگی وصبر کیساتھ "قالُوا سَلَامًا ،، پر قائم رہو۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے "**العقل فی الانسان نِیَامٌ الانسان مرأۃالانسان** ،، عقل انسان میں نیام ہوتی ہے اور انسان انسان کا آئینہ ہے......اے بھائی ہماری تقریر اگر کسی کی عقل میں سما کر فائدہ پہنچاتی ہے تو یہ اللہ ہی کا کرم ہے۔ اور اگر یہ بے اثر رہ جاتی ہے تو یہ اسی کی حکمت ہے۔ ہمیں کوئی افسوس ومایوسی بھی نہیں ہوگی کیونکہ مایوسی کفر کا پیش خیمہ ہے۔ جیسا کہ اللہ کا فرمان رحمت نشان ہے "لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ،، کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو......

مرید کو کیا کرنا چاہیئے؟

اللہ کی رسی کو مضبوط استقامت سے تھام لینا چاہیئے اور ارشاد رحمت للعالمین ﷺ ہے "الاستقامۃ فوق الکرامۃ"، ثابت قدمی و دوام پسندی کرامت سے افضل ہے۔ لہٰذا مرید کو چاہیئے کہ صراطِ مستقیم پر قائم رہے! جسکی ابتداء تیری جان میں ہے! بعض لوگ پیری مریدی سے ڈر جاتے ہیں کیونکہ اس راہ میں شغل واشغال درپیش آتے ہیں اور کہیں رجعت نہ ہو جائے!

ائے بھائی! اگر پیر رکھتا ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہوگا! ارشاد باری تعالیٰ ہے "لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفسًا اِلَّا وُسعَھَا"، اللہ رب العزت کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، لھذا اس راہ میں توکل کے سہارے پوری قوت سے آگے بڑھنا چاہیئے وہاں تک جہاں سے ہم اس دارِ فانی میں آئے ہیں۔

ائے بھائی! ہم یہاں مسافر ہیں، یہ ہمارا حقیقی وطن نہیں ہے، مہمان ٹھرائے گئے ہیں! ہم مکانی نہیں ہیں، لامکانی ہیں، اور وہی ہمارا حقیقی وطن ہے! وطن کی محبت میں جینا اور مرنا چاہیئے۔ اس سرائے فانی میں اگر تجھ میں وطنِ حقیقی کی محبت و تڑپ زندہ ہے تو تو بے شک ازلی سعید ہے۔ فرمان حبیب کردگار شافع روزِ شمار ہے ﴿من سعد سعد فی بطن امہٖ و من شقیٰ شقیٰ فی بطن امہٖ﴾ جو سعید (نیک بخت) ہے وہ ماں کے پیٹ سے سعید ہے اور جو شقی (بدبخت) ہے وہ ماں کے پیٹ سے شقی ہے۔

پیری مریدی کی حقیقت:

پیری مریدی نبی کریم ﷺ کی وفادار غلامی کا عہد ہے! کہ جس پہ قائم رہ کر مرید اس حکم خداوندی کے مصداق یعنی "اَلَا اِنَّ اَولِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوفٌ عَلَیھِم وَلَا ھُم یَحزَنُونَ"، خبردار تحقیق کہ اللہ کے دوستوں کو کوئی خوف یا ڈر نہیں ہوتا نہ ہی وہ غم زدہ ہوتے ہیں! ہو کر مکمل طور پر اللہ کا بندہ ہونے کا شرف حاصل کرتا ہے۔ اور جب مقامِ عبودیت میں مکمل ہو کر وہ جب اس دنیا سے جاتا ہے تو آخر کہاں جائے گا؟ وہیں تو

جائیگا جہاں سے وہ آیا تھا۔ ارشاد خداوندی ہے "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُونَ"، بیشک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹکر جائینگے! ارشاد سرکار دوعالم نورِ مجسم ﷺ ہے "ان اولیاء اللہ لا یموتون بل ینتقلون من دار الیٰ دار"، بے شک اللہ کے محبین و عاشقین مرتے نہیں ہیں بلکہ ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہو جاتے ہیں! اللہ ربِّ ذوالجلال ہر ایک کو روحانی و عرفانی راہ طریقت کا مخلص راہی بنائے اور معرفت کے بلندترین مقامات پر فائز فرمائے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

ائے طالب اللہ! بعض حضرات سلطان المشائخ حضرتِ محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قول کو دلیل بنا کر بہت واویلا مچاتے ہیں، وہ کچھ اس طرح ہے "کہ کسی ایک پیر سے مرید ہونے کے بعد دوسرے پیر سے مرید ہونا یہ مذموم حرکت ہے"۔ بیشک کسی کامل و اکمل، فناء فی اللہ، بقا باللہ، پیر سے مرید ہونے کے بعد ناقص پیر کی طرف رجوع کرنا یا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا انتہائی بدنصیبی کی بات ہے اور یہ مذموم حرکت ہے۔ کہ کامل کو چھوڑ کر ناقص کی طرف رجوع کیا جائے۔ ہاں اگر کوئی ناقص اور تارکِ شریعت پیر کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہو، تو ایسے شخص کو یا مرید کو کیا کرنا چاہیے؟ بیشک ایسے پیر کی بیعت کا قلادہ اتار کر کامل پیر کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ جو اسے اللہ ورسول ﷺ کا حقیقی عرفاں عطا کرے، اور قلب وروح کا پتہ دیکر مراقبہ کے ذریعہ اسے مکاشفہ، مشاہدہ کے منازل سے گذارے۔ یہی بیعت کا مقصد ہے کہ مرید یا سالک کو حقیقی منزل و مقام میسر آئے ورنہ برائے نام پیری مریدی سے کچھ حاصل ہوتا ہے اور نہ منزل ملتی ہے، سوائے اپنے آباواجداد کے اعراس اور ظاہری ذکر واذکار کے تقاریبِ محافل کے۔ اور بعض حضرات پیر کے بدلنے کو، یا ایک پیر سے زائد پیر کرنے کو ارتداد فی الطریقت بھی کہتے ہیں۔ یہ ارتداد فی الطریقت ہرگز نہیں ہوسکتا! یہ لغو وبے بنیاد بات ہے...... کیونکہ مسلمان کفر کے بعد توبہ کے ذریعہ

اسلام کی طرف رجوع تو کرسکتا ہے، مگر ارتداد، شریعت میں ہو یا طریقت میں ہو، ارتداد کی سزاء توبہ نہیں تلوار ہے! اور ارتداد کسی بھی صورت میں قابل معاف نہیں۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک پیر سے بیعت کرنے کے بعد دوسرے پیر سے بیعت کرنے کے جرم کے ارتکاب کو ارتداد قرار دیکر مرید کو واجب القتل ٹھہرالیا جائے۔

آمین بجاہِ طٰہٰ ویٰسین

والحمدللہ ربِّ العالمین ، وصلّی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ رسولہٖ خیر خلقہ سیّدنا حبیبنا و مولانا محمّدٍ وّ علیٰ آلہٖ وصحبہٖ اجمعین برحمتک یاارحمَ الرّاحمین۔

الّفــــہ :

الفقیر عارف القادری ابن منور القادری غفر لہ

مالا پور دھارواڑ، کرناٹک، الہند

(ماہ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ بمطابق ماہِ اکتوبر ۲۰۰۷ء

09880723671, 09731724654

زیورطباعت سے آراستہ شدہ تصنیفات

☆ جواہرُ العرفان (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ ثبوت سماع موتی (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)

☆ من عرف نفسہ ''معرفتِ ذات انسانی'' (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ تفہیمات کلمہ کی کُل (مجاہدملت حضرت سید شاہ محمد ولی اللہ قادری علیہ الرحمہ)
(وتخلیص حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ حقیقت پیری مریدی (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ اَلْعِلْمُ نُقْطَۃٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ العلم نورٌ (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ (صحیفۂ اسرار) صحیفة السرائر فی حقیقة النوادر
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ سبیل النجات من الغمات الی الھدایات (بہت سہل ہے ڈگر پنگھٹ کی)
(حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ جلوۂ نوری (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ روحِ سماع (شعری مجموعہ) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ کنزِ خفی (کُنتُ کَنزًا مَّخفِیًا) (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ سرِ کن فکاں (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆ توحید وتصوف (حضرت پیر طریقت عارف القادری صاحب)

☆☆☆

ہماری کتابیں ملنے کے پتے

۱) الہدیٰ پبلی کیشنز، 2982، کوچہ نیل کنٹھ، قاضی واڑہ، دریا گنج، نئی دہلی۔2

Mobile : 8010503999

۲) ثنار بکڈ پو، جی، ۶۷ سٹی مارکٹ بنگلور، پن کوڈ، 560002.

Mobile:9845451830.

۳) فردوس کتاب گھر، نزد کے سی سی بیانک، رسول پور گلی، دھارواڑ، کرناٹک

Mobile : 9342211155

۴) جناب سید شاہد الطاف القادری، سجادۂ نشیں آستانۂ قادریہ نوریہ،
خانقاہِ قادریہ نوریہ سقّافیہ جامع مسجد جنگلی پیٹھ، پرانی ہبلی، ہبلی کرناٹک

Mobile:9448467215,9986323902